REGD No P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

ماریشس میں جشنِ آزادی

مختلف ممالک کے نمائندگان کو اسلام کی مؤثر تبلیغ اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

جزیرہ ماریشس کی آزادی کے سلسلہ میں خدا کی باتیں ایمان افروز رنگ میں پوری ہوئیں

رپورٹ مرسلہ محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر واقفِ زندگی انچارج احمدیہ مسلم مشن ماریشس

(۲)

۶۔ اب ۱۲ مارچ کا وہ دن آن پہنچا جس کی انتظار شدت سے ہو رہی تھی۔ صبح سویرے گورنر جنرل اور وزراء نے حلف اُٹھائے اور پھر شان دے مارس کے وسیع گھوڑ دوڑ کے میدان میں سب پہنچے۔ اس دن تو حاضرین کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ سے زیادہ کا لگایا گیا ہے۔ ٹھیک دو بجکر پچاس منٹ پر کارروائی شروع ہوئی۔ پولیس بینڈ اور پولیس کے دستوں کی مارچ پاسٹ ہوئی۔ پولیس کے موٹر سائیکلسٹ نے بھی اپنے کارنامے پیش کئے ہیلی کاپٹر بھی آئے اور چند منٹ تک حاضرین کو محظوظ کیا۔ چینی اور ہندوستانی اور کریولی لوگوں نے بھی مظاہرے پیش کئے۔ آخر میں ۲ بجے گورنر جنرل اور وزیر اعظم میدان میں اتر آئے۔ اور برطانوی جھنڈے کو ۱۵۸ سالوں کے بعد سرنگوں کر دیا گیا اور اس کی جگہ ماریشس کے قومی جھنڈے کو لہرایا گیا۔ ۱۰۱ توپوں کی سلامی ہوئی۔ اور مبارکبادی دیتے ہوئے بہت اندار جلسہ ختم ہوا۔ ہمیں بھی وزیر اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر جماعت کی طرف سے مبارک باد پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کے جواب میں وزیر اعظم صاحب نے فرمایا "شکریہ بہت شکریہ" ملکی اور غیر ملکی مصروفیتوں کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔ ملاقاتیں کرنے میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہو گیا۔

پریس کانفرنس اسی دن شام کو گورنمنٹ پریس سنٹر میں ہوئی۔ جس میں وزیر اعظم صاحب نے اپنی جدوجہد آزادی اور آئندہ حکومت کی پالیسی کی وضاحت کی۔ اس میں بھی ہمارے احمدی نمائندے موجود تھے۔

دعوت خاص۔ اسی دن شام کو وزیر اعظم نے ملک کے بہترین باغ (Pampala muses Garden) میں ضیافت دی جس میں دس پانچ ہزار ملکی اور غیر ملکی مدعو تھے۔ یہ نظارہ بھی خوب تھا۔ جس میں احمدی نمائندگان کو تبلیغ کا خوب موقعہ ملا۔

۱۳ مارچ کو اردو اکیڈمی (جو خاکسار کی تحریک پر چند مقامی نوجوانوں نے قائم کی ہے) نے ایک مجلس مشاعرہ منعقد کی جس میں عوام کے علاوہ پاکستان کے ہائی کمشنر مکرمی مرزا رشید صاحب بھی شامل ہوئے۔ خاکسار نے بھی اردو کی اہمیت پر تقریر کی۔ اسی دن شام کو ہندوستان کے وزیر ...

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جملہ احباب جماعت کے لئے

روزانہ تسبیح و تحمید اور درود شریف کا پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح، تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے اس طرح پر کہ ہمارے بڑے، مرد ہوں یا عورتیں کم از کم دوسو بار تسبیح اور درود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ہے یعنی

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

پندرہ سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار۔ ہمارے بچے سات سال سے ۱۵ سال تک کے ۳۳ دفعہ اور جن کی عمر سات سال سے کم ہے ان کے والدین یا سرپرست ایسا انتظام کریں کہ ان سے تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور درود کہلوایا جائے۔۔۔۔ پس جماعت کو چاہیئے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور کم از کم مذکورہ تعداد میں اور زیادہ سے زیادہ جس کو جتنی بھی توفیق ملے اس ذکر و درود کو پڑھے۔"

اخبار احمدیہ

قادیان ۹ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۴ اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

● حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع درویشان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تا حال پونہ سے واپس تشریف نہیں لائے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

● مورخہ ۴ اپریل شام کے وقت مکرم یونس احمد صاحب اسلم امرتسر ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر قادیان لائے گئے۔ موصوف بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

● مورخہ ۶ اپریل بعد نماز عصر عزیز صدیق اشرف صاحب ابن مکرم صدیقی امیر علی صاحب آف موگرال کیرالہ سٹیٹ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔ عزیز موصوف کا نکاح عزیزہ بشریٰ بیگم بنت ایچ حسین صاحب مرحوم آف کنانور کے گذشتہ سال دہلی میں ہوا تھا۔ پہلے حیا تخانہ میں محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے اجتماعی دعا کرائی اور بہت مقامی احباب شریک ہوئے

ناک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۸ء

"مسجد ووکنگ لنڈن" غیر احمدیوں کے تصرف میں!

اہلِ پیغام کی عبرتناک حالت!

ہفت روزہ المنبر لائل پور مجریہ ۲۹ مارچ میں "بدید فرنگ" کے تحت مسجد ووکنگ لنڈن کے بارہ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں بہت سے حیران کن امور کا انکشاف ہوا ہے اگر یہ رپورٹ درست ہے تو اہلِ حق کے لئے پیغامیوں کی پوزیشن کو سمجھنے میں اس کے بعد اور کوئی واضح بات باقی نہیں رہ جاتی۔ جلی عنوان "مسجد ووکنگ لنڈن قادیانیوں کے تصرف سے آزاد ہو کر مسلمانوں کے تصرف میں" کے تحت سب ہیڈنگ "ووکنگ مسجد میں تردید مرزائیت" دے کر اخبار مذکور اپنے مخصوص انداز میں رقم طراز ہے کہ:-

"انگلستان کا مشہور شہر ووکنگ لندن سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں بیگم صاحبہ بھوپال نے شاہ جہاں مسجد کے نام سے وسیع اور خوبصورت مسجد بنوائی تھی...... یہ انگلستان میں پہلی مسجد تھی۔ قریباً پچپن ۵۵ برس سے یہ مسجد مرزائیت کے پروپیگنڈے کا مرکز رہی ہے اس میں رات دن مرزا غلام احمد قادیانی کی محدثیت۔ مجددیت مسیحیت۔ مہدیت اور ظلی بروزی نبوت پر خواجہ کمال الدین، مسٹر صدر الدین اور مسٹر یعقوب خاں ایڈیٹر "لائٹ" کے لیکچر ہوتے رہے ہیں اور اس مسجد کو مرزائیت کا تنظیم ثالثہ سمجھا جاتا ہے۔ آج کل اس مسجد کے امام اور خطیب مولانا حافظ بشیر احمد مصری ہیں۔ جناب نور محمد صاحب لودھی کی تحریک پر جناب ظہیر احمد صاحب سیکرٹری پاکستان ایسوسی ایشن ووکنگ نے مولانا بشیر احمد صاحب مصری سے ملاقات کر کے بتایا کہ ہم مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ کی ختم نبوت اور تردید مرزائیت پر تقریر کرانا چاہتے ہیں۔

مولانا بشیر احمد صاحب نے تقریر کے لئے شاہجہاں مسجد کا انتخاب فرمایا۔ چنانچہ ۱۱ر فروری ۱۹۶۸ء بروز اتوار تین بجے تقریر کا اعلان کر دیا گیا۔ مقررہ وقت پر مقامی حضرات کے علاوہ لنڈن ساؤتھ ہال اور ہنسلو کے اہل اسلام کا ایک سیلاب سا اُمڈ آیا۔ اور مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھر گئی۔ مولانا بشیر احمد نے مولانا لال حسین صاحب اختر کا پُر تپاک، خیر مقدم کیا۔ جلسہ کی صدارت جناب ظہیر احمد صاحب سیکرٹری پاکستان مسلم ایسوسی ایشن، ووکنگ نے فرمائی۔..............

..... آپ کی تقریر کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے تقریر کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں مرزائی یا احمدی نہیں ہوں بلکہ میں مسلمان ہوں اور تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کذاب اور کافر سمجھتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الزمان پیغمبر مانتا ہوں۔ مولانا لال حسین اختر نے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ مولانا بشیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا غلام احمد کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا سمجھتا ہوں (نعوذ باللہ۔ بدر)

اس پر حاضرین نے جذبہ مسرت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی کہ پچپن سال کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس مسجد میں کلمۂ حق بلند ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید ہوئی نماز عصر و مغرب کی امامت کے فرائض مناظر اسلام مدظلہ العالی نے انجام دیئے۔ مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے اعلان کیا کہ جب تک میں اس مسجد کا امام ہوں یہ مسجد مرزائیوں کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہے۔"

(المنبر لائلپور ۶۸-۳-۲۹)

اگر یہ رپورٹ درست ہے تو اس پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے ہم اور کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کاش اہلِ پیغام اپنی اس عبرت ناک حالت پر سنجیدگی سے غور کریں۔ دراصل یہ ہے ثمرہ خدا تعالےٰ کی ہدایت: لَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ہود ع) ——

—— (جن لوگوں نے حق و صداقت کا انکار کر کے ظلم کا شیوہ اختیار کیا ہے ان کی طرف نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی آگ کی لپٹ پہنچے گی) کو پسِ پشت ڈالنے اور ماموروقت کی واضح تعلیمات سے انحراف کرنے کا ــ!!

اللہ تعالےٰ نے اس پُر آشوب زمانہ میں اپنا ایک مامور حکم و عدل بنا کر بھیجا اس نے طیبین کی جماعت قائم کر کے حتی یمیز الخبیث من الطیب کو عملی جامہ پہنایا۔ ساتھ کے ساتھ اپنی پاک صحبت اور شب و روز کی تربیت کے ذریعہ ان میں اسلام کی جیتی جاگتی تصویر بن جانے کی روح پھونکی۔ باوجودیکہ مخالفین نے بار بار اعتراض کئے کہ الگ جماعت کیوں بنائی۔ آپ بڑی پامردی سے اس بات پر قائم رہے اور روحانی تربیت کے لحاظ سے افرادِ جماعت احمدیہ کا دوسروں سے علیحدہ رکھا جانا ضروری اور لازمی قرار دیا اور جماعت کو بتاکید تلقین فرمائی کہ

"تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں!"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۲۸)

افسوس کا مقام ہے کہ اہلِ پیغام نے نہ تو حضرت امام الزمان حکم و عدل کے ان ارشادات کی پاسداری کی اور نہ ہی جماعت کی امتیازی شان کو قائم رکھا بلکہ مداہنت کی راہ سے غیر احمدیوں کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔ اور غرض یہ تھی کہ اس طریق سے اُن میں اپنے لئے مقام پیدا کریں اور خود ساختہ طریق سے غیروں میں اثر و نفوذ حاصل کریں ـــ مگر ہوا وہی جو اس طرح کی منافقانہ چالیں چلنے والوں کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے یعنی ایک طرف تو غیر احمدیوں میں سے ہی سمجھدار طبقہ نے ان کی دورُخی پالیسی کو پہچان لیا اور واضح طور پر ان کے طریق کار کو منافقت قرار دیا (اس بات کے مفصل اور ناقابلِ تردید حوالے ہم کسی سابقہ اشاعت میں دے چکے ہیں اور پیغام صلح بھی ان حوالوں کو نقل کر کے غیر شعوری طور پر تصدیق کر چکا ہے) اور اب اہلِ پیغام کی دوسری دور اندیشی (؟) کا ثمرہ زیر نظر حوالہ سے سب کے سامنے ہے ان لوگوں نے غیر احمدیوں میں اپنا اثر و نفوذ کیا بڑھانا تھا اُلٹا اپنے تبلیغی مشن کو کھو بیٹھے جس پر انہیں بڑا ناز تھا ـــ!!

اگر المنبر کے رپورٹر کی رپورٹ درست ہے (اور قرائن بھی اس کی تائید کرتے ہیں) تو اہلِ پیغام کے لئے کس قدر ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ان کا امام مسجد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں اس رنگ میں اظہارِ خیال کرتا ہے جس کی ایک ادنیٰ احمدی سے بھی توقع نہیں ہو سکتی ـــ!!

اور اس سے بھی بڑی بات اور قابل تفریح

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

مومنوں میں روح مسابقت کا پایا جانا ضروری ہے اور سب سے زیادہ اسی کی طرف لوگوں کو متوجہ ہونا چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے روحِ مسابقت کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ ہم میں سے ہر ایک میں پائی جانی چاہئیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ر مارچ ۱۹۶۸ء

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرَاتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۔ (مومنون آیت ۵۶ تا ۶۲)

اور پھر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ

سورۂ مومنون کی ان آیات میں

فرماتا ہے کہ ہم دنیا میں بہت سے لوگوں کو بڑا مال دیتے ہیں۔ اولاد میں کثرت بخشتے ہیں اور جتھہ ان کو دیتے ہیں۔ اس طرح پر ہم ان کی بڑی مدد کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اگر وہ سمجھیں کہ انہوں نے بہت نیکیاں کی ہیں اور یہ ان کی جزاء ہے تو یہ ان کی سمجھ کا قصور ہے ایسا نہیں ہے۔

دنیا میں مال کا ملنا یا اولاد میں برکت کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ہی برا [illegible] کا پورا امتحان [illegible] ایک پہلو امتحان کا [illegible] پہلو جزا کا اپنے اندر رکھتا ہے جیسا کہ [illegible] ہے

وہاں اللہ تعالیٰ نے حقیقت یہ فرماتا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ جو اموال اور اولاد ہم نے تم کو دی ہے وہ تمہارے لئے ایک امتحان اور آزمائش ہے۔ اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو میرا انعام پاؤ گے اور اگر اس امتحان میں ناکام رہے تو میرا غضب تم پر بھڑکے گا

مومنوں کو جو اموال دیئے جاتے ہیں

اور ان کے نفوس میں جو برکت ڈالی جاتی ہے اس میں بھی صرف انعام کا پہلو نہیں ہوتا بلکہ ایک طرف انعام ہوتا ہے تو دوسری طرف امتحان بھی ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک وقت میں بڑے ہی اموال عطا ہوئے۔ ایک ایک دن میں بعض دفعہ ان میں سے بعضوں کو لاکھ لاکھ یا اس سے بھی زیادہ رقوم مل جاتی تھیں اموال غنیمت میں سے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ایک انعام ہی کی شکل میں نہیں بلکہ اس میں ہمارے لئے امتحان اور ہماری آزمائش بھی مدنظر ہے اگر وہ اس کو محض انعام سمجھتے تو دوسروں کو اس میں حصہ دار بناتے اگر وہ یہ سمجھتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محض رضا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں سے کسی اور کو حصہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ جہاں یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ایک طرف دوسری طرف

اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے ہمارا امتحان بھی لینا چاہتا ہے

اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض دفعہ وہ جس دن انہیں لاکھ لاکھ کی رقم ملتی تھی اسی دن وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسے خرچ بھی کر دیتے تھے تاکہ اس کی طرف سے زیادہ انعام انہیں ملے اور اس امتحان میں کامیاب قرار دیئے جائیں۔

تو اللہ تعالیٰ یہاں یہ فرماتا ہے کہ مال یا اولاد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا آنا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ کہ ہم ان کو نیکیوں میں جلد جلد بڑھا رہے ہیں اور ان کے اوپر یہ محض انعام کے طور پر فضل ہو رہا ہے کہ ان کے اموال میں بھی برکت ڈالی جا رہی ہے اور ان کی اولاد میں بھی برکت ڈالی جا رہی ہے۔ وہ سمجھتے نہیں اور اس طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کہ وہ جو یُسَارِعُوْنَ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق جو سورۂ آل عمران میں ہے وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ حق اور وہ جن میں مسابقت کی روح پائی جاتی ہے۔ ان میں

چار علامتیں

پائی جاتی ہیں۔

اوّل یہ کہ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ وہ خشیۃ اللہ سے لرزاں رہتے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ کہ وہ اپنے دل کی اس کیفیت میں کسی اور کو اللہ کے سوا شریک نہیں بناتے یعنی خشیۃ اللہ ہے اور صرف اللہ کی خشیت ہے کسی اور خشیت کی اس میں ملونی نہیں ہے۔ یہاں اللہ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بنیادی اور اصولی صفات میں سے صفتِ رب کو منتخب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ اپنے رب کی خشیت سے لرزاں رہتے ہیں۔ خشیت کے معنی ایسے خوف کے ہیں کہ جس سے خوف پیدا ہو اس کی ذات اور صفات کا علم بھی ہو۔ اور وہ ذات ایسی ہو کہ جب اس کا علم انسان کو حاصل ہو جائے تو اس کی عظمت بھی دل میں پیدا ہو۔ تو

خشیۃ کے معنی یہ ہوئے

کہ ایسا انسان اپنے رب سے یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ اور ربوبیت کی انتہائی اور آخری ذمہ واری اسی پر ہے۔ مشابہ برب شاید اس دنیا میں بھی ہیں لیکن اللہ کے علاوہ جو بھی درجہ بدرجہ . . . . جسمانی یا روحانی ارتقاء کا باعث بنتے ہیں وہ اسی کے اذن اور اسی کی توفیق سے ایسا بنتے ہیں حقیقی طور پر رب وہی واحد یگانہ ہے۔ لیکن جن لوگوں میں اس معنی میں رب کی خشیت پائی جاتی ہو اور وَهُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ وہ سمجھتے ہوں کہ قرآن عظیم کا نزول انسان کی جسمانی اور روحانی تربیتوں کے لئے ہے آیات سے یہاں مراد ایک تو قرآن کریم ہے اور دوسرے وہ تمام آسمانی تائیدات ہیں جو قرآن کریم کی آیات کے ظل کے طور پر اس دنیا میں ہمیشہ نازل ہوتی ہیں۔ اور نازل ہوتی رہیں گی۔ تو جو لوگ اپنے رب کی خشیت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور ان سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں اور وہ جو قرآن کریم پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور قرآن کریم کے فیوض کو جاری یقین کرتے ہیں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس طرح پر شرک کے ہر پہلو سے محفوظ ہو گئے ہیں بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ خفیہ یا ظاہری شرک بڑا یا چھوٹا شرک کوئی بھی ان کے قریب پھٹکنے نہیں پاتا اور وہ لوگ جن کے دل اس بات سے وَجِلَةٌ خوف زدہ رہتے ہیں۔ کہ ہم اپنی سمجھ کے مطابق اعمالِ صالحہ بجا تو لائے۔ ہم نے صدقہ و خیرات بھی دیا۔ دوسری نیکیاں کرنے کی بھی کوشش کی۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ یہ ہمارے رب کو مقبول ہوں گی یا نہیں۔ ہم نے سوائے اس کے کسی اور کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا۔ اور

جس کے سامنے ہم جواب دہ ہیں

اس کے متعلق ہم کہہ نہیں سکتے کہ قبولیت کو ہماری نیکیاں پہنچی ہیں یا نہیں۔ پس وہ لوگ نیکیاں قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہر آن اور ہر دقت بجا لاتے رہتے ہیں۔ لیکن تمام نیکیاں بجا لانے کے بعد بھی ان کے دلوں میں یہ خوف رہتا ہے کہ جس کے سامنے جواب دہ ہیں ہم نہ معلوم اس نے ہماری نیکیوں کو قبول بھی کیا ہے یا نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

جن میں یہ چار باتیں پائی جاتی ہیں

وہ ہیں اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ جن کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ہمارے اس حکم کی تعمیل کی

کہ سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ میں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے اندر مسابقت کی روح پیدا ہو سکتی ہے وہ جو اپنے رب کی خشیت کا احساس نہیں رکھتے وہ جو اپنے رب کی آیات عظیمہ (قرآن عظیم) پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ جن کے دلوں میں شرک کی جو ایک معصیت پائی جاتی ہے اور وہ جو جب نیکی کرتے ہیں تکبر سے کام لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایسے کام کئے ہیں کہ اب ہمارا رب مجبور ہے کہ ہماری ان باتوں کو قبول کرے اور ہمیں بہتر جزا دے وہ لوگ مسابقت فی الخیرات، اور یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ کے مصداق نہیں ہوا کرتے جن میں مسابقت فی الخیرات پائی جاتی ہے۔ وہ جلدی جلدی نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے اور حرکت کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس واسطے وہ لوگ جو صرف ہمارے دنیوی احسانوں کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انہوں نے سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ پر عمل کیا، اور یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کے گروہ میں شامل ہوئے اور

اللہ تعالیٰ کی رضاء

کو انہوں نے حاصل کیا۔ حالانکہ ان کے اندر یہ چار خوبیاں پائی نہیں جاتیں۔ وہ غلطی پر ہیں کَلَّا بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ

مومنوں میں روح مسابقت کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہ افراد میں بھی ہوتی ہے اور جماعتوں میں بھی اور سب سے زیادہ اس کی طرف مرکز کو متوجہ ہونا چاہیئے۔ پس

پہلی ذمہ داری ربوہ پر ہے

کہ وہ سب سے آگے نکلے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کے بسنے کے مواقع بھی زیادہ دیئے ہیں اور نیکی بجالانے کی سہولتیں بھی بہت میسر کی ہیں اور دوسروں کی نسبت دنیوی انعامات بھی ان کے اوپر بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً دنیوی انعامات میں سے ایک مالی انعام ہے۔ اگر آپ جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک لاکھ سے زائد کی رقم ربوہ کے مقامی پر ہر سال خرچ کی جاتی ہے۔ (اتنی رقم

لاہور کی جماعت پر بھی خرچ

نہیں ہوتی۔ مثلاً کراچی میں قریباً ربوہ جتنی آبادی ہے احمدیوں کی۔ کراچی کی آبادی تو بہت زیادہ ہے لیکن جتنی احمدی آبادی ہوتی ہے قریباً اتنی ہی آبادی کراچی میں پائی جاتی ہے اور قریباً اتنی ہی آبادی لاہور میں پائی جاتی ہے کم و بیش اتنی آبادی ممکن ہے بعض دوسرے شہروں میں بھی پائی جاتی ہو۔ لیکن ان دو شہروں کے متعلق تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی احمدی آبادی ربوہ کی آبادی کے کم و بیش برابر ہے لیکن وہاں کے ضرورت مند بڑی تکلیف میں بعض اوقات ہوتے ہیں ایک حد تک جماعتیں ان پر خرچ بھی کرتی ہیں لیکن اتنی رقم (ایک لاکھ سے زائد رقم) ان کے ضرورت مند احمدیوں پر خرچ نہیں ہو رہی تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فضل ہے جو بہت سی ذمہ داریاں بھی عاید کرتا ہے یقیناً اگر ربوہ کے مکین اپنی ضرورتوں کے وقت جماعت سے یہ تو کہیں کہ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ کے ماتحت ہماری ضرورتوں کو پورا کرو۔ لیکن جب انہیں یہ کہا جائے کہ

روح مسابقت دوسروں کی نسبت تم میں زیادہ ہونی چاہیئے

نیکیوں کی طرف تمہیں زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ خلوص کے ساتھ اور زیادہ خشوع کے ساتھ اپنی زندگیاں تمہیں گذارنی چاہئیں دوسری جماعتوں کی نسبت۔ کیونکہ تمہارا ماحول ان کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور نیکیوں کے بجالانے کی یہاں زیادہ سہولت ہے۔ تو تم سستی دکھاؤ تو یہ تو اللہ کو پسند نہیں کہ اس کے دنیوی فضلوں میں تو حصہ لینے کی تم کوشش کرو اور عملاً لو بھی۔ لیکن اس کی راہ میں جب قربانیوں کا وقت آئے تو تم کہو کہ کراچی یہ قربانی دے لاہور یہ قربانی دے یا سیالکوٹ یہ قربانی دے یا پنڈی یہ قربانی دے یا پشاور یہ قربانی دے ہم نہیں دیں گے تو درست نہیں۔ جو اخلاق غرباء سے تعلق رکھتے ہیں وہ نہایت حسین رنگ میں نمایاں طور پر ربوہ کے غریب احمدیوں میں نظر آنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے اموال میں سے تو حصہ لیں لیکن اپنے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں نہ کریں جو انہیں کرنی چاہیئے۔ مثلاً ان کے بچے دوسروں کی نسبت زیادہ گندہ دہن ہوں۔ گالیاں ان کی زبان پر ہوں یا توفیق رکھنے کے باوجود اپنے کپڑوں کو زیادہ غلیظ رکھنے والے ہوں یا اپنے ماحول میں گند کو زیادہ پھیلانے والے ہوں تو یہ برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں میں حصہ دار خدا کے فضل سے بنائے جاتے ہیں۔ تو جو قربانیوں کا وقت ہے جو ان پہ ذمہ داریاں ہیں۔

ربوہ کے شہری کی حیثیت سے

یا ربوہ کے شہریوں میں سے غریب طبقہ ہونے کی حیثیت سے (غریب طبقہ جماعت کے اموال میں حصہ دار بنتا ہے، اور ہر قسم کا ان کا خیال رکھا جاتا ہے) تو وہ ذمہ داریاں ان کو نباہنی چاہئیں۔ اگر وہ نہیں نباہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد ٹھہریں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ پھر وہ ربوہ کو چھوڑ کے کسی اور جگہ چلے جائیں

اسی طرح علاج ہے۔ یہاں علاج اتنی آسانی سے میسر آجاتا ہے۔ اور اتنی دوائی دینے کی اور لینے کی عادت پڑ گئی ہے معالج اور مریض کو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی گناہ کی حد تک پہنچ گئی ہے لیکن ضرورتمند مریض اس کی قدر نہیں کرتے۔ اور کہا گئے ہیں چنیوٹ کی طرف یا لالیاں کی طرف یا لائلپور یا کسی اور جگہ میں ذاتی طور پر گواہ ہوں اس بات کا کہ ربوہ کے مقابلہ میں کسی اور جگہ اس محبت سے اور اس پیار سے علاج نہیں ہوتا۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ ہم ایک دن کے لئے لاہور گئے غالباً ۱۹۵۷ء کی بات ہے تو میری ایک بچی پر اپنڈے سائیٹس کا حملہ ہو گیا۔ ایک ہفتہ کے لئے ہم گئے تھے شام کو واپس آنا تھا لیکن بڑا شدید دورہ تھا۔ ہمیں وہاں ٹھہرنا پڑا۔ رات کو ڈاکٹر نے کہا کہ فوراً اپریشن کراؤ۔ ایک واقف دوست ڈاکٹر تھے انہوں نے خود ہی جا کے رات کے ۹ بجے اپریشن تھیٹر کھلوایا نرسوں اور کمپونڈروں وغیرہ عملے کو بلایا اور رات کو اپریشن کیا۔ اپنڈیس دکھائی کہ بیمار تھی۔ بڑا اچھا ہوا اپریشن ہو گیا ورنہ زیادہ تکلیف ہو جاتی۔ ہمیں مجبوراً وہاں رہنا پڑا۔ علیحدہ کمرے میں تھی بچی۔ اس کو بیماری کے دوران پیچش کا بڑا سخت حملہ ہوا اور بہت نازک حالت ہو گئی۔ اور ڈاکٹر قریباً ناامید ہو گئے۔ مرض کا پہلے تو پتہ نہیں لگا۔ آخر پتہ لگا کہ پیچش ہے۔ انٹیرو سٹکنین کے ساتھ تجویز ہوئی۔ اب ایسی جگہ بھی جہاں ڈاکٹر واقف اور دوست، نرسوں کو بھی پتہ، ہاؤس سرجن کو بھی پتہ کہ ان کے بڑے تعلقات ہیں ڈاکٹر سے۔ ایسا ہوا کہ ایک دن ٹیکہ لگاتے ہوئے سٹکنین کی گولی جس کے تیار کرنے پر دو منٹ نرس کو خرچ کرنے پڑتے تھے اس نے اپنے دو منٹ بچانے کے لئے وہ گولی پھینک دی اور خالی ایمیٹن کا ٹیکہ لگانے لگی۔ جو بعض دفعہ بہت مضر پڑتا ہے اور دل کے پٹھوں پر اس کا بد اثر پڑتا ہے۔ میری نظر پڑ گئی۔ میں نے کہا کیا ظلم کر رہی ہو تم۔ یہ گولی ڈالو! سخت شرمسار ہوئی وہ۔ پھر اس نے وہ گولی گرم پانی میں گھول کر اس میں شامل کی۔ پس اس قسم کا تو تعلق ہے ان لوگوں کا مریضوں کے ساتھ!! تو یہاں یہ حالت ہے کہ

غریب سے غریب مریض

اس دوا کا طالب ہوتا ہے جو سب سے مہنگی ہو۔ جن کی عام لوگ لاہور میں بھی استطاعت نہیں رکھتے کہ اتنی رقم اس دوائی پر خرچ کریں۔ ضرورت کے وقت تو بے شک بہترین دوائی دینی چاہیئے۔ وائٹامنز میں مثلاً وہ پانچ روپے کی سو بھی آتی ہیں اور پچاس روپے کی سو بھی آتی ہیں اور ماثر کے لحاظ سے ۱۸۔۲۰ کا فرق ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ۔ تو میں نے یہاں دیکھا ہے کہ غریب سے غریب آدمی جو بمشکل اپنا گذارہ کر رہا ہے۔ کیونکہ دوا مفت ملتی ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ مجھے پانچ روپے والی وائٹامنز نہیں چاہئیں مجھے پچاس روپے والی چاہئیں حالانکہ دنیا کے امیر بھی وہی پانچ روپے والی دوا کھا رہے ہیں۔

اتنی سہولتوں کے نتیجہ میں کچھ ذمہ داریاں بھی تو پڑتی ہیں آپ لوگوں پہ! اگر آپ دنیوی سہولتیں تو حاصل کریں لیکن دینی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ نہ ہوں تو بڑے بدبخت ہیں آپ!! کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتے ہیں۔

پھر اگر

تعلیم کے لحاظ سے

دیکھیں تو غریب سے غریب شخص بھی اپنے اس بچے کو پڑھا سکتا ہے جو پڑھنا چاہے اور ہوشیار ہو۔ جو پڑھنا چاہے میں اس لئے کہتا ہوں کہ بہت سارے بچے دوڑ جاتے ہیں، وہ پڑھنا چاہتے ہی نہیں۔ بعض دفعہ ربوہ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ بڑی مصیبت پڑتی ہے۔ ان کے ماں باپ کو۔ لیکن جو بچے پڑھنا چاہیں اور پڑھائی میں اچھے ہوں ان کے لئے فراخ شاہراہ ہے۔ جس پر وہ چلتے چلے جاتے ہیں۔ اس کا سوال حصہ سہولت بھی کسی دوسری جگہ میں نہیں ہے۔ نہ غیروں کو نہ احمدیوں کو۔ ہمارا اپنے کالج کا ایک مالی ہے۔ ہم نے اپنی عادت کے مطابق بڑے پیار سے اس کو رکھا۔ عام آدمی۔ مزدور ہے جیسا انسان ہے۔ اس کے دو بچے ترقی کر کے کہیں کے کہیں پہنچ گئے ہیں۔ ایک اس وقت افریقہ میں ہمارے سیکنڈری سکول میں پڑھا رہے ہیں۔ دوسرے کہیں ملازم ہیں۔ ان کے دل میں تعلیمی میدان میں ترقی کرنے کا شوق تھا۔ یہ بات کہ ان کا باپ ایک غریب آدمی ہے پینتیس روپے

تنخواہ پانے والا ہے ان کی پڑھائی کے رستہ میں روک نہیں بنی۔ اسی طرح بیسیوں مثالیں ایسی ہوں گی کہ پچاس روپے ساٹھ روپے تنخواہ لینے والے جو ہیں ان کے بچے بغیر کسی تکلیف کے جو ان کے خاندان کو پہنچی آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے اور غیر معمولی ترقی کی۔

ان کے مقابلے میں باہر کی حالت اس سے مختلف ہے۔

میں ایک مثال دے دیتا ہوں

کئی لوگ شرح کے ساتھ چندہ نہیں دیتے تھے۔ میری طبیعت پر اس کا بڑا اثر تھا۔ میں نے یہ اعلان کروایا کہ جن کے حالات تنگ ہوں وہ اجازت لے لیں۔ وصیت تو بہرحال پورا دینا ہے۔ لیکن جو عام چندہ ہے اس میں حالات کے مطابق کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ اس واسطے کیوں گنہگار ہوتے ہو۔ مرکز سے اجازت لو کہ ہمارے یہ حالات ہیں ہم اجازت دیدیں گے۔ تو کئی دفعہ ایسے دوستوں کے نام بھی میرے سامنے آتے ہیں اجازت کے لئے کہ پانچ سو روپیہ تنخواہ ہے دو یا تین بچے سکولوں اور کالجوں میں پڑھ رہے ہیں مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ نصف شرح پر چندہ دینے کی اجازت دے دیں ہمیں۔ اور اس کے مقابلے میں ربوہ کے احمدی بھائی ہیں کہ پانچ سو کے مقابلے میں ساٹھ یا پینسٹھ یا ستر یا پچھتر روپے ان کی تنخواہ ہے لیکن ان کو اتنی سہولتیں حاصل ہیں کہ کبھی ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ وہ درخواست دیں کہ ہمیں نصف شرح پر چندہ دینے کی اجازت دی جائے۔

پس

بڑی ہی سہولتیں ربوہ میں میسر ہیں

دوسرے مقامات پر بھی احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل اور انعام ہیں۔ لیکن ربوہ کے غریب باشندوں پر تو بہت ہی انعام ہو رہے ہیں اور ان کو بڑی مدد مل رہی ہے۔ خیال آتا ہے کہ کہیں یہ آیت أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ہمارے متعلق ہی تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے دنیاوی فضل ہم پر ہو رہے ہیں لیکن ہم اپنی غفلت کی وجہ سے ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ نہیں جو ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ کے یہ فضل انسان کے کندھوں پر ڈالتے ہیں۔

اس لئے آج میں چاہتا ہوں کہ اہل ربوہ کو اپنا پہلا مخاطب بناؤں (ویسے تو سارے احمدی ہی میرے مخاطب ہیں) اور ان کو اس طرف متوجہ کروں کہ دوسروں کی نسبت آپ پر زیادہ ذمہ داری ہے۔ دوسروں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے دنیوی سہولتیں آپ کو زیادہ دی ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ

سب سے زیادہ نیکیوں میں آپ آگے بڑھیں

لیکن آپ تو بہتوں سے پیچھے رہ رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ربوہ کو بڑی قربانیاں دینے کی توفیق دی ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جہاں اکثریت مالی قربانیوں میں آگے ہی آگے بڑھنے والی ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی آمد کی صحیح تشخیص نہیں کرتے اور خصوصاً دکاندار۔ ربوہ کے ماحول میں کتنا مہنگا اشیاء بیچتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں لیکن تقریب کی راہ میں زیادہ اموال خرچ کرنے کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتے اگر وہ خدا کی راہ میں مزید [illegible] اسلام کی خاطر ان اموال کا ایک بڑا حصہ خرچ کر دیتے تو ان کی بہت سی کمزوریاں بھی سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ کے ماتحت خدا تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ دیتا لیکن وہ اس طرف متوجہ نہیں۔

بچوں کی تربیت

کی طرف بعض باپ اور مائیں متوجہ نہیں۔ بہت سی رپورٹیں آتی ہیں کہ راستوں پر بچے گالیاں دیتے سنے گئے۔ احمدی بچہ، ربوہ کے ماحول میں تربیت یافتہ، اگر گلیوں میں گالیاں دیتا ہے تو اس کے ماں باپ کو یہ جگہ چھوڑ دینی چاہیئے۔ ماؤں کو خصوصیت کے ساتھ میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بعض کمزوریاں ان میں ایسی ہیں کہ ان کو مردوں کی نسبت زیادہ توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مال دیتا اور اولاد دیتا ہے اور ہزار قسم کی سہولتیں آپ کے لئے پیدا کرتا ہے تو ہزار قسم کی ذمہ داریاں بھی آپ پر عاید کرتا ہے۔ محض ربوہ کی رہائش، محض جماعت احمدیہ کا کارکن ہونا کافی نہیں ہے۔

پھر میں جو ہمارے کارکن ہیں ان کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ ہیں تو بہت سے ہیں جو بڑی دیانتداری کے ساتھ، بڑے خلوص کے ساتھ دفتر کے جو اوقات ہیں ان سے زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔ دین کے کاموں کے لئے۔ لیکن کچھ (ایسے بھی تو ہیں) جو پورا وقت نہیں دیتے ان کو یہ سوچ کر شرم آنی چاہیئے کہ انہوں نے

دوسروں کے لئے ایک نمونہ

بننا تھا اس مسابقت کے میدان میں۔ لیکن ان سے زیادہ وقت دیتے ہیں۔ کراچی کے بعض احمدی جو دفاتر وغیرہ میں سات آٹھ گھنٹے لگانے کے بعد چھ سات گھنٹے جماعت احمدیہ کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور ہمارے بعض کلرک ربوہ میں رہتے ہوئے گزارہ لے کے چھ گھنٹے کام نہیں کرتے۔ اور ان کا بھائی کراچی میں جن سے گزارہ لیتا ہے ان کا آٹھ گھنٹے کام کرتا ہے اور جس رب کریم کے پیار میں وہ اپنی زندگی گذار رہا ہے اس کے لئے اس کے علاوہ چھ سات گھنٹے وہ کام کرتا ہے اور جو ہمارے اس کلرک سے زیادہ وقت دے رہا ہے۔ ایسا ایک کلرک بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا اور ایسا کوئی ناظر اور اگر وکیل ہو تو اس کو بھی برداشت نہیں کرنا چاہیئے جماعت کو۔ دنیا کے سامنے بعض دفعہ بڑے فخر سے تم بیان کرتے ہو کہ ہم خدا کی خاطر خدا کے اس شہر میں مقیم ہیں لیکن خدا کے فرشتے جب تمہاری کارروائی لے کر تمہارے رب کے حضور پہنچتے ہیں۔ تو تمہارے کھاتے میں دین کے لئے خرچ ہونے والا اتنا وقت بھی درج نہیں ہوتا جتنا وقت ایک رضاکار کراچی کا خدا کے دین پر خرچ کر رہا ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ فخر سے گردن اونچی کرنے کا مقام نہیں!!!

دعائے مغفرت اور جنازہ

بتاریخ ۱۹؍ مارچ ۱۹۶۸ء کو مخدوم بھابی صاحبہ والدہ محمد حنیف صاحب کالاگوڑی نیرپور سیکرٹری جماعت احمدیہ کی وفات ہوگئی۔ ان کی خواہش ہے کہ احباب جماعت جنازہ غائب پڑھیں۔ یہاں چھوٹی جماعت ہے۔

خاکسار یوسف احمد الہ دین
سیکرٹری مال و تبلیغ
سکندر آباد۔

بعض نوجوان ایسے بھی ہیں

(چند ایک ہی سہی مگر ہیں تو) جو قصداً اور عمداً مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آتے۔ اگر کوئی سستی کے نتیجہ میں نہیں آتا۔ اگر کوئی غفلت کے نتیجہ میں نہیں آتا۔ اگر کوئی مسجد میں اس لئے نہیں آتا کہ اس کی ماں بیوقوف ہے نماز کے وقت وہ سویا ہوا تھا اور اس نے اسے جگایا نہیں تو وہ اور بات ہے۔ لیکن وہ نوجوان جو عمداً نماز کو چھوڑتا ہے۔ وہ ربوہ میں کیا کر رہا ہے؟ اور آپ کیوں اس کو برداشت کر رہے ہیں؟ اسی طرح دوسری نیکیاں ہیں۔ ایک نیکی ربوہ سے تعلق رکھنے والی خاص طور پر یہ ہے کہ یہاں کسی قسم کی لڑائی اور جھگڑا فساد احمدیوں میں کبھی نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں میں کہیں بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ انسانوں میں کہیں بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ تو علیحدہ بات ہے۔ خاص طور پر ربوہ میں کوئی لڑائی اور جھگڑا اور گالی گلوچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر گول بازار یا غلہ منڈی یا کسی اور بازار میں یہاں لڑائی ہوتی ہے تو سارا ربوہ خاموش کیوں رہتا ہے؟ کیا بھڑوں جیسی غیرت بھی تمہارے اندر نہیں [illegible] بھڑ کے چھتے کے قریب کوئی جاتا ہے تو بھڑیں اس چھتہ کی بڑے غصہ [illegible] غصہ کا اظہار کرتی ہیں اور ایک آواز پیدا ہوتی ہے ان کی غصہ سے۔ تو جتنی غیرت بھڑوں کے چھتے میں ہے کیا اتنی غیرت بھی اہل ربوہ میں باقی نہیں رہی؟ یہاں امن کا ماحول تھا اور امن کا ماحول قائم رکھنا چاہیئے۔ ہمیں رپورٹ کیوں آتے؟ ایسے کسی قسم کا اقدام کرنے کی ضرورت کیوں پیش ہو؟ اگر سب لوگوں کو پتہ ہو کہ ربوہ ان چیزوں کو برداشت نہیں کرتا۔ ربوہ میں سر عام سگریٹ نہیں پیا جا سکتا۔ ربوہ کے بازاروں میں گالی نہیں دی جا سکتی۔ ربوہ کے بازاروں میں لڑائی جھگڑا نہیں کیا جا سکتا۔ ربوہ کے مکانوں میں نمازوں کے اوقات میں مسجد میں جانے کی بجائے ٹھہرا نہیں جا سکتا تو یہ ماحول جنت کا ماحول ہو جائے گا۔ اور [illegible] پیدا کرنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

پس

اے میرے عزیز و ربوہ [illegible]

اپنے سستوں کو چست کرو اور [illegible] کو مضبوط بناؤ اور غافلوں کو بیدار کرو کیونکہ اس قسم کی کمزوریاں ربوہ میں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ چار صفات [illegible]

مدراس کی عالمی نمائش میں "احمدیہ انٹرنیشنل قادیان" تبلیغی سٹال کے ذریعہ

مختلف صوبوں اور غیر ممالک کے لوگوں کو تبلیغ

رپورٹ مرتبہ مکرم حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلغ میسور سٹیٹ

(۴)

احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ تبلیغ کی مختصر روئداد

ہمارا تبلیغی سٹال "احمدیہ انٹرنیشنل قادیان" اپنا شاد اقسام کے لوگوں کے لئے کئی لحاظ سے کشش کا موجب بنا رہا۔ کوئی اس کی مسجد نما شکل اور مینار دیکھ کر قریب آتا اور پوچھتا یہ کیا ہے۔ ایک ہندو اس کے قریب آیا۔ اندر احباب کو نماز پڑھتے دیکھ کر باہر کھڑا ہو گیا۔ بڑے ادب اور احترام سے جوتے اتار کر ... (...) نے احمدیہ انٹرنیشنل سٹال کے مسجد نما شکل اور مینار کو اپنے مخصوص انداز سے مشکور کیا اور ذرہ ہم سے اسلام کے بارہ میں لٹریچر طلب کیا۔ جب اسے لٹریچر دیا گیا تو خوشی سے سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلا گیا۔ بعض کلمہ طیبہ پڑھ کر خوشی سے اندر آتے اور اسلامی لٹریچر طلب کرتے۔ جب انہیں بتایا جاتا کہ "قادیان" تو اس بستی کا نام ہے جس میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ اور اسی زمانہ کا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسے اسلام کی اشاعت کا مرکز بنا دیا ہے۔ اب اسی قادیان سے دنیا کے کناروں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ آپ اندر آئیے اور ہم سے تفاصیل سنیئے۔ تو سینکڑوں کی بفضل تعالیٰ اس طرح غلط فہمی دور ہوتی۔ بعض دفعہ سٹال کی طرف آنے والوں میں عجیب کشش دیکھی۔ چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا کہ کلمہ طیبہ اور اللہ نور السموات پڑھ کر کسی مرد نے اندر آ کر کچھ دریافت کرنے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ کی عورتوں نے اُسے منع کیا۔ مگر پھر بھی وہ سب کو کھینچ کر اندر لے آتا۔ ہم سے سوالات کرتا اور ہماری باتیں سنتا۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے لٹریچر خرید کر لے جاتا۔ بعض دفعہ مردوں کو دیکھا کہ بے رغبتی سے گذرنے کی کوشش کرتے تو اُن کے ساتھ والی عورتیں اُن کو پکڑ کر لے آتیں کہ میاں کچھ اسلامی کتب خریدیں۔ وہ بے رغبتی کا اظہار کرتا۔ مگر اس کی عورت یہ کہہ کر اُسے لے آتی کہ نہیں تو دین سے تعلق نہیں ہمیں تو خریدنے دو۔ چنانچہ وہ عورتیں کچھ کتابیں اپنے لئے۔ کچھ اپنے شوہر اور گھر والوں کے لئے خرید کر لے جاتیں۔ سٹال کے اندر ترتیب سے اردو۔ سندھی۔ گورمکھی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ کنڑی۔ ٹامل۔ ملیالم۔ تلگو۔ اڑیہ۔ برہمی سنہالی۔ انگریزی اور بیرونی ممالک کی زبانوں میں لٹریچر رکھا گیا تھا اور مختلف زبانوں کے جاننے والے والنٹیر پاس کھڑے رہتے تھے۔ تاہم بعض لوگ آتے سارا لٹریچر دیکھ جاتے۔ ہم اُن سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرتے۔ بہت مجاہدہ سے پتہ چلتا کہ وہ کونسی زبان جاننے والا ہے۔ اور کس مذہب سے اس کا تعلق ہے۔ دوسرے علاقے کے لوگوں کو تو پھر بھی کم و بیش شناخت کیا جا سکتا ہے۔ مگر ٹیپکل ٹامل اور ملیالم جاننے والے خاص طور پر ٹامل ناڈ کے لوگوں کی شناخت بہت مشکل ہے۔

عام دنوں میں سٹال پر آنے والوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ البتہ ہفتہ۔ اتوار اور دوسری تعطیلات کے دنوں میں حاضری غیر معمولی ہو جاتی کم از کم پچاس افراد روزانہ اندر آتے۔ اُن کو زبانی پیغام پہنچایا جاتا۔ لٹریچر خریدنے اور مطالعہ کرنے کی تحریک کی جاتی۔ کوئی شخص بیٹھ کر گفتگو کرنے کے لئے آمادہ نظر آتا تو اُسے سمجھا کر تبلیغ کی جاتی۔ ہفتہ۔ اتوار اور تعطیلات کے دنوں میں یا مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں جبکہ لوگوں کو تنخواہیں ملتی ہیں حاضری بہت بڑھ جاتی حتیٰ کہ بعض دفعہ دن میں سینکڑوں افراد کو پیغام پہنچانے اور بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ افراد کو تبلیغ کا موقعہ ملتا۔ کسی کسی وقت تو ہمارے درجن ڈیڑھ درجن والنٹیرز بھی ہر ایک سے تبلیغ میں مصروف نظر آتے اور کبھی تبلیغ سننے والے اتنے آ جاتے کہ سنانے والوں کی کمی سے دل کانپنے لگ جاتا۔ ہر قوم و مذہب و ملت کے لوگ سٹال پر آئے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام صوبوں کے لوگوں نے پیغام سنا۔ یا لٹریچر خرید کیا۔ غیر ممالک کے بھی بے شمار لوگ سٹال میں آئے۔ مثلاً تھائی لینڈ۔ ملیشیا۔ رنگون سیلون۔ آسٹریلیا۔ برطانیہ۔ پولینڈ امریکہ۔ غانا۔ یوگنڈا۔ ہانگ کانگ۔ انڈو چائنا۔ یوگوس... رشیا۔ مصر۔ کویت افغانستان۔ اور بعضوں کو ہم شناخت بھی نہیں کر سکے۔ اور نہ ہی انہوں نے بتایا کہ وہ کس ملک کے باشندے ہیں۔

بہت سے لوگ مختلف اداروں سے تعلق رکھنے والے آئے۔ لٹریچر لے گئے۔ اپنا نام اور پتہ نوٹ کرا گئے۔ کہ ہم پھر آپ سے مزید لٹریچر منگوائیں گے یا کہتے کہ ہمیں علم نہیں تھا کہ تجارتی اور صنعتی نمائش میں تبلیغی سٹال بھی ہے۔ ہم گھر جا کر آپ کو لٹریچر بھجوانے کے لئے لکھیں گے ہمارا پتہ نوٹ کر لیں۔ اور اکثر سے تو ہم خود ہی دریافت کر کے پتہ لکھنے کی کوشش کرتے۔

عیسائیوں کے دو سٹال تھے۔ اور دونوں میں رات دن بے شمار والنٹیرز لٹریچر فروخت کرتے اور نمائش کے اندر باہر لٹریچر تقسیم کرتے نظر آتے ہر گذرنے والے کے ہاتھ میں اُن کا کچھ نہ کچھ لٹریچر دکھائی دیتا۔ ... مگر جونہی ہمارا تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا جاتا عیسائیوں میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی۔ وہ دوڑے دوڑے آتے اور آ کر ہمارے سٹال پر ہمارے لٹریچر کی تردید کی ناکام کوششیں کرتے۔ ہمارے پاس پادریوں سے بات چیت کرنے کے لئے کئی نوجوان تیار رہتے۔ خاص طور پر آسٹریلین مشن کے پادریوں سے مکرم کریم اللہ صاحب نوجوان نے سٹال کے سامنے کرسیوں کا انتظام کر کے تقریباً ہفتہ میں چار پانچ مرتبہ اُن سے بحث کی۔ بلکہ تحریری طور پر بحث کی دعوت دے کر اُن کو لاجواب کر دیا۔ پادریوں کے ساتھ ہماری گفتگو کا پبلک پر بہت اچھا اثر تھا اس کے بعد تو پادریوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ کئی پادری مل کر آتے۔ اور اگر ہم میں سے کئی افراد سے الگ الگ گفتگو کرتے۔ ہر شخص انہیں تلوار صداقت نظر آیا۔ آخر کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نے تو اپنے سٹال میں وہ لٹریچر رکھا ہے جو عیسائیت کو پاش پاش کرنے کے لئے ہے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ ہمیں دنیا میں کسی سے بھی کوئی دشمنی نہیں۔ ہمیں تو اُن اصولوں سے دشمنی ہے۔ جو سچائی کا خون کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں میں ہمارے لٹریچر کا چرچا سات دن آنے لگا۔ اور انہیں پادریوں نے یکے بعد دیگرے ہم سے رعایتی قیمت پر قرآن اور دوسرا لٹریچر خریدا۔

عیسائیوں کے علاوہ اسلامی درسگاہوں کے عالم بھی آئے اُن سے بھی وقتاً فوقتاً گفتگو اور تبادلہ خیالات رہا۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مقامی زبان ٹامل اور اپنی مادری زبان ملیالم میں تحریری اور زبانی دونوں طرح پیغام پہنچاتے رہے۔ آپ کے علاوہ مکرم زین الدین صاحب مالاباری بھی ملیالم اور ٹامل میں ہر طبقہ کے لوگوں سے اچھی قابلیت اور صلاحیت سے بات چیت کرتے رہے اور پیغام حق پہنچانے کے علاوہ اس طبقہ میں لٹریچر کی اشاعت بھی بڑی سرگرمی سے کرتے رہے۔ اس دوران میں مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مبلغ مدراس رات دن کی محنت کی وجہ سے ... بیمار ہو گئے۔ مکرم مولوی ابو الوفاء صاحب کو کیرالہ سے بلایا گیا۔ مکرم مولوی ابو الوفاء صاحب کے ذریعہ بفضلہ کئی دن تک سٹال پر آنے والوں کو مقامی زبانوں میں تبلیغ اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا رہا۔ اس کام میں تعاون کے لئے مقامی جماعت کے متعدد مخلصین اور بیرونی جماعتوں کے والنٹیرز بھی باری باری حاضر رہے۔

بعض خاص خاص افراد کو تبلیغ حق

۲۴/۱/۶۸ کو محمد اسمٰعیل صاحب کنٹریکٹر جن کا نمائش میں لاکھوں روپے کا کنٹریکٹ تھا۔ ہمارے سٹال میں کبھی تنہا کبھی اپنے رفقاء کے ساتھ آتے رہے۔ موصوف کو اس دوران میں ہمارا لٹریچر مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ موصوف کا برتاؤ ہم سے بہت مخلصانہ رہا۔ جماعت کی تبلیغی سرگرمی سے بہت متاثر ہوئے۔ موصوف نے ہمارے بعض کاموں میں تعاون بھی کیا۔ (ہمارے سٹال کی منتقلی کے وقت)

۳۱/۱/۶۸ کو M. AKBAR B. E. سٹال میں آئے۔ یہ ہمارے سامنے کے

سٹال Offset Printing Press مینوفیکچرنگ فرم میں ملازم ہیں۔ ان کے ذریعہ ان کی فرم کے ہندو مالک اور ان کے حلقۂ احباب کے تعلیم یافتہ افراد سٹال پر آتے رہے۔ ہمارا لٹریچر خرید کر مطالعہ کیا۔ غیر احمدی شر پسندوں نے ان کی مخالفت کی۔ مگر انہوں نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ موصوف بیعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خاکسار نے مزید مطالعہ کی ترغیب دلائی ہے۔

۲/۶۸ ۲ کو نیو سینچری بک سٹال کے سیلز مین (۱) مسٹر کرشنا مورتی اور (۲) سردار کیول سنگھ ملے ان دونوں کو تبلیغ کی گئی۔ مسٹر کرشنا مورتی کے ذریعہ خاکسار کو پتہ چلا کہ انہیں نمائش میں ان کے نقصان کی بناء پر وہ بوتھ Main Tower کے قریب قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ اسی تعلق سے خاکسار اور مکرم نوجوان صاحب نے بھی کوشش شروع کی۔ ہمیں بھی ایک بوتھ Booth کو مزید مفت جگہ مل گئی۔ مگر ہم مزید اخراجات اس لئے نہ کر سکے کہ نمائش کے ختم ہونے کا اعلان جلد ہو گیا تھا۔ اور مزید وا لنٹیرز کی فوری فراہمی بھی ممکن نہ تھی۔ مسٹر کرشنا مورتی احمدیت کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوئے۔ کمیونسٹ بک سٹال میں بیٹھ کر وہ بھی لٹریچر خریدنے والوں کو ہمارے پاس بھجوا دیتے تھے۔ روزانہ کچھ دینی باتیں سن کر کام شروع کرتے۔ اپنے سٹال کے سب عملہ کو ہمارا مہربان بنا دیا۔ پھر آئندہ ہمارے لٹریچر کے فروخت کرنے کے سلسلے میں خاکسار کو سینچری بک سیلرز والوں سے ملا کر Terms طے کرانے کی آپ نے پیشکش کی۔

Mr. A. A. Shoukat ۶/۶۸
Flat. 1-A 4th Floor
Burlington House
90-94 Matham Road
Kowloon Hong Kong

آئے۔ موصوف نے اپنا تعارف کرایا اور پوچھا کہ مرکز سے لٹریچر منگوانے کیلئے پتہ دیں۔ اور اپنا پتہ بھی مہیا کر گئے۔ ایک چھوٹی سی کتاب ... دس سینٹ میں کتاب خریدی اور چار روپئے اس کی قیمت ادا کی۔ اور کہا کہ میں جلد ہی ... ہوں۔ مجھے احمدیہ لٹریچر کی ضرورت ہے۔ آپ کے دیئے ہوئے پتہ سے منگوانے کی کوشش کروں گا۔

۲/۶۸ ۳ کو دو پروفیسر
M. J. Abdullah Sheikh
M. N. Sagu. M. A اور M. Sc

سے طلباء کے سٹال پر آئے۔ ان کے بارہ میں پتہ چلا کہ جناب شیخ ... صاحب اس علاقہ کے ایک ممتاز علمی خاندان کے فرد ہیں۔ جو ایک معروف دارالعلوم کے بانی تھے۔ ان سے خاکسار اور احباب نے بات چیت اور تبادلہ خیال کیا۔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں بہت سے سوالات دریافت کرتے رہے۔ اور مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام پر گھنٹوں بیٹھ کر تبادلۂ خیالات کرکے مطالعہ کے لئے لٹریچر خرید کر لے گئے۔ اور رخصت ہوتے وقت کہنے لگے۔ آج ایک یہاں Brain wash یقین ہوا ہے۔ ہم تو بہت غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔

۲/۶۸ ۳ کو مینیجر اور مقامی لیڈر کے دارالعلوم جامعہ کے ... ہمارا لٹریچر دیکھا۔ قرآن مجید انگریزی خرید کر لے گئے۔ جس کا دارالعلوم میں خوب چرچا ہوا۔

۲/۶۸ ۴ کو سٹال میں ایک U. S. S. R کا باشندہ آیا۔ اسے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں مختلف کتب دکھائی گئیں اور خریدنے اور معلومات حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔ مگر اس نے سب کتابیں دیکھنے کے بعد دیگرے یہ کہہ کر کہ مجھے ان سے دلچسپی نہیں رکھ دیں۔ آخر خاکسار نے کہا کہ لیجئے یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے اس میں اسلام اور کمیونزم کا موازنہ ہے۔ اور اس کتاب میں روس کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔ یہ کہہ کر اسے اسلام اور اشتراکیت اور پیغام امن اور حرف انتباہ دیں۔ اس نے دونوں خریدیں اور باہر جا کر اپنی بیوی کو ہنس ہنس کر بتانے لگا کہ میں یہ دلچسپ کتابیں لایا ہوں۔

۲/۶۸ ۷ کو وائنم باڑی اور علاقہ مدراس کے دو عربی دان عالم آئے۔ ان میں سے ایک کا نام مولوی جمال الدین صاحب تھا۔ ان کو تامل زبان میں مکرم زین الدین صاحب نے کھل کر تبلیغ کی۔ ہمارا لٹریچر لے گئے۔ اپنے وطن جا کر ہمیں بلانے اور تبلیغ کے مواقع پیدا کرنے کا وعدہ کر گئے۔

۲/۶۸ ۱۱ کو عباس حسن صاحب حیدر آباد کا جو برگ آبنوس کے بڑے تاجر ہیں سٹال میں آئے۔ اردو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کا سیٹ طلب کیا۔ پھر جو کتب موجود تھیں وہ لے گئے اور کہہ گئے کہ وہ اردو انگریزی کتب کا مکمل سیٹ خریدنا چاہتے ہیں۔ آجکل ان کی رہائش مانا کنڈہ ضلع کریم نگر میں ہے۔ اب تک انہیں سلسلہ کے بارہ میں تحقیقات کا موقعہ نہ ملا تھا۔ اب سٹال دیکھ کر اور تبادلہ خیال کے بعد انہیں تحقیقات کی تحریک ہوئی ہے۔

۲/۶۸ ۱۱ کو مسٹر عبد القادر سابق میئر مدراس آئے اور جملہ انگریزی کتب کا سیٹ جو پہلے ان کے پاس نہیں تھیں خرید کر لے گئے۔ کہنے لگے میں احمدی ہوں۔ بیعت کے بعد مکمل ہو جاؤں گا۔ سب سے دعا کی درخواست ہے۔ انہوں نے ہمیں اپنے ایک دوست منشر سے ملایا۔ جو ملاقات کے بعد دوسرے موقعہ پر ان سے ایک احمدی کے سامنے کہنے لگے کہ بھائی کل کیا آپ نے دیا بہت کہ کہاں سے تھے۔ مجھے وہ پسند نہیں ہیں۔ کہنے لگے۔ آپ تو اتنا ہی کہتے ہیں۔ میں تو دہریہ تھا مذہب سے ہی نفرت تھی۔ ان کی کتب پڑھ کر مسلمان بنا ہوں۔ آپ پہلے کتابیں پڑھ لیں پھر اظہار رائے فرمادیں۔

۲/۶۸ ۱۲ کو Mr. H. H. Rao پریذیڈنٹ میسور سٹیٹ سیوا سماج آئے۔ کافی دیر تک تبادلہ خیال کرتے رہے۔ پھر سلسلہ کا لٹریچر خرید کر مطالعہ کے لئے لے گئے کہنے لگے۔ جو مسلمانوں میں کام کرنے والی جماعت ہے اس کا لٹریچر ضرور پڑھنا چاہیئے۔

ایک تاریخی شخص کی سٹال میں آمد

۲/۶۸ ۱۴ کو ہمارے سٹال میں دو نوجوان ایک بلا داڑھی اور ایک باریش نوجوان آئے۔ آتے ہی ایک نے انگریزی کتب دیکھنی شروع کر دیں۔ دوسرے نے اردو۔ جھٹ ایک انگریزی کتاب اٹھا کر باریش نوجوان عبد العزیز صاحب متمن نامی سے نوجوان مبلغ نے کچھ سوالات پوچھے۔ موصوف نے ان کو کرسی پر بٹھا کر ان باتوں کا تسلی بخش جواب دیا۔ دوسرے بلا داڑھی تھے۔ انہوں نے کشتی نوح۔ عقائد احمدیت اور وفات مسیح پر کتب خریدیں۔ اول الذکر نے اپنا پتہ ... سٹریٹ بنگلور بتایا۔ دوسرے نے اپنا نام عبد الغفار اور پتہ ... کا لکھوایا۔ اتنے میں خاکسار کو پتہ چل گیا کہ یہ شخص جس نے اپنا نام عبد الغفار بتایا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے کسی مسجد سے ایک احمدی کتب فروش مکرم ... ملک ... اور دوسرے ... ملابار ی سے کتب خرید کر ان کے سامنے جلا دی تھیں اور انہیں ... ڈال کر جلا دینے کی دھمکی دی تھی۔ جس کی بناء پر پولیس کی طرف سے اس شخص پر کیس چلایا گیا ہے۔ جب یہ معاملہ مکرم و محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے علم میں آیا تو موصوف نے ہدایت فرمائی کہ جماعت کو مقدمہ سے اجتناب کرنا چاہیئے مگر مقدمہ پولیس نے چلایا ہے۔ چنانچہ اس مقدمہ کے بارہ میں جماعت ... اور شہر کے مسلم عمائدین کے درمیان مصالحت کی بات چیت ہو رہی ہے۔

تو خدا تعالیٰ نے اسی شخص کو پھر ہمارے سٹال پر پہنچا دیا۔ ان کا اصل نام محی الدین عرف بابا صاحب ہے۔ ان کی دکان بھی کمرشل سٹریٹ بنگلور میں ہے۔ اس نے ہمارا تبلیغی سٹال دیکھا۔ لٹریچر خریدا۔ مگر اپنا نام اور پتہ ہمیں غلط بتایا۔ جھٹ مجھے عبد السبحان صاحب احمدی بنگلوری نے جو پاس ہی کھڑے تھے بتایا کہ یہی وہ شخص ہے جسے بابا کہتے ہیں۔ اور اس پر گورنمنٹ نے سلسلہ کی کتب جلانے کی وجہ سے مقدمہ چلا رکھا ہے۔ تو گویا اس شخص کو خدا تعالیٰ نے کھینچ کر سٹال پر لایا۔ اس نے دوبارہ وہی کتب جو اس نے جلائی تھیں خرید لیں۔ اور کہا کہ میں نے ابھی تک ان کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ اب کرنے کا ارادہ ہے۔ مجھے غلط پتہ بتانے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں جماعت احمدیہ کا مبلغ ہوں اور بنگلور میں مقیم ہوں۔ جھٹ پوچھنے لگا آپ نے مجھے بنگلور میں بھی دیکھا ہے حالانکہ تھوڑی دیر پہلے مجھے بتا چکا تھا کہ میں ... رہنے والا ہوں کسی نے سچ کہا ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔

۲/۶۸ ۱۶ Poonum Allé ... High Road مدراس پر جو عیسائیوں کا مشنری کالج ہے اس کے بہت سے طلباء سٹال پر آئے اور تبادلہ خیال کرتے رہے۔ دوران گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ ہمارے کالج میں ہمارا ایک Lecturer احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے ہم سے کچھ لٹریچر لے کر چلے گئے۔ اور کہہ گئے کہ آپ سے تبادلہ خیال کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد اور بھی دوسرے طلباء کئی مرتبہ آتے اور اسی طرح لٹریچر لے گئے۔ بعض مشنری طلباء حیران تھے کہ ہماری تعلیم اور ان کی تعلیم میں مطابقت کے کئی پہلو ہیں۔ خاکسار نے عرض کی کہ مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں اسلام ہے جس سے مذہب کی عمارت مکمل ہوئی۔

۲/۶۸ ۱۶ کو ایک ہندو ایڈووکیٹ آئے جن کا نام SUBRAMANIAM. M. A. B. L ہے۔ ضلع ترچی کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ کیا کوئی کتاب ایسی ہے جو ایک ہندو کو جو دہریہ ہو گیا ہو مذہب کی طرف کھینچ سکے۔ میں نے کہا آپ انہیں قرآن کا مطالعہ کرائیے۔ اور بعض دیگر کتب کا نام بتایا۔ جھٹ انہوں نے کہا کہ میں ہندو ہوں میں تو مذہب سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ مگر میرے ایک بھائی گورنمنٹ کے بہت بڑے عہدیدار ہیں۔ وہ امریکہ میں زیادہ رہے ہیں اور انہیں لوگوں کی کتابیں اور دہریت کے گرویدہ ہیں۔ ان کی لائبریری میں بے شمار ایسی کتب ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے لئے قرآن مجید

دیں۔ تاکہ میں اُنہیں مطالعہ کے لئے دوں۔ جس سے وہ کم از کم دہریت سے نکل کر مذہب کی طرف آسکیں۔ چنانچہ موصوف قرآن مجید کا انگریزی کا ترجمہ خرید کر لے گئے۔

۱۸/۲/۶۸ کو ایک امریکن آئے جو ٹریچورہ میں مقیم ہیں۔ اسلام کے مطالعہ کے بارہ میں دلچسپی لیتے رہتے۔ مطالعہ کے لئے قرآن مجید خرید کرکے گئے۔

۱۹/۲/۶۸ کو Mr. Sri Nivasan Manager L.I.C Madras آئے۔ انہیں احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ بہت متاثر ہوئے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی اور بعض دیگر کتب خرید کر لے گئے۔ اور کہنے لگے کہ میں اپنے مسلم دوستوں اور ہندو دوستوں کو ایک قرآن مجید کے تحفے دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ نصف قیمت پر دیں تو میں اس نیکی میں حصہ لے سکتا ہوں۔ بہت اصرار کرنے لگے چنانچہ خاکسار نے رعایت کے لئے نظارت سے اجازت حاصل کی۔ جب موصوف حسب وعدہ آئے اور نصف قیمت پر خریدنے کا اصرار کیا۔ تو خاکسار نے مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کو تحریک کی کہ بقیہ رقم آپ سے موصوف پورا کر دیں۔ چنانچہ موصوف نے پہلے روز تین نسخے خرید لئے اور دوسرے دن پھر ایک مسلمان جج کے لئے اور ایک اُن کے Development officer کے لئے جن کا اسم گرامی شوکت محمد الدین صاحب ہے خرید کیا۔ دوسرے دن نیت کا فرق مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے خود بخوشی ادا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ انہیں دیکھ کر جسٹ آسٹریلین عیسائی پادری بھی درخواست لے کر پہنچ گئے۔ چنانچہ ان کے لئے بھی یہی انتظام کرنا پڑا۔

۲۰/۲/۶۸ کو ایک تاجر عبدالباسط صاحب خاکسار کو راستہ میں ملے۔ ملتے ہی مجھے پکڑ کر وہیں بیٹھ کر گفتگو کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ خاکسار انہیں کو ملا کر اپنے سٹال میں لے آیا۔ پہلے اللہ کو مولوی ابوالو فارمی صاحب نے کچھ تبلیغ کی۔ پھر وہ خاکسار کے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ خاکسار کا خیال تھا کہ اُن کو اردو زبان نہیں آتی مگر موصوف نے بتایا کہ وہ اردو بات چیت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُن سے گفتگو کی گئی۔ اور اُن کے دینی اشتیاق کو دیکھ کر انہیں نہایت وضاحت سے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک زبان پر آتا تو وہ بڑے جذبے سے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے۔ بظاہر بڑے وقار، خاموشی اور سنجیدگی سے باتیں سنتے اور سوالات پوچھتے۔ مگر اُن کی آنکھیں آنسوؤں کی بارش برساتی تھیں۔ موصوف کا تین روز کا قیام تھا۔ اپنے دوستوں سے رخصت لے کر آجاتے اور اکثر وقت ہمارے پاس گزارتے اور آنسوؤں سے کپڑے تر ہو جاتے تو چلے جاتے کہنے لگے مجھے نمائش سے ذرہ بھر دلچسپی نہیں مجھے دوست کھینچ کر لاتے ہیں۔ میں غمزدہ تھا کہ میں فضول کام کے لئے آگیا ہوں۔ لیکن اب آپ سب سے مل کر خوش ہوں۔ کہ خدا مجھے احمدیت کا پیغام سنانے کے لئے لایا ہے بہت سادہ طبیعت۔ دین کی محبت ہر بات سے ظاہر ہوتی تھی۔ اپنا پتہ نوٹ کرا گئے اور کہہ گئے۔ کہ میں احمدیت قبول کرتا ہوں۔ مولا کریم انہیں جلد حق قبول کرنے کی توفیق بخشے اور اپنے علاقہ میں احمدیت پھیلانے کا موجب بنائے۔ آمین۔

۲۵/۲/۶۸ کو رومن کیتھولک مشن والوں نے دو آسام کے پادریوں کو ہمارے ساتھ کج بحثی کے لئے بھجوایا۔ وہ سٹال پر بار بار آتے اور جب لوگ کتب خریدنے کے لئے آتے تو ہماری کتابیں ہاتھ میں لے کر اُن پر تنقید شروع کر دیتے۔ خاکسار نے اُن کو ایک طرف بٹھا کر دو گھنٹے اُن کے ایجاد کردہ مسئلہ نجات۔ عیسائیت اور اسلام کا موازنہ۔ سچے مذہب کی شناخت پر گفتگو کی۔ اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دیباچہ قرآن انگریزی میں دنیائے عیسائیت کے نام چیلنج اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ فاتحہ کے بارہ میں چیلنج پیش کرکے جواب کا مطالبہ کیا۔ دونوں بہت ہاتھ پیر مارتے رہے ایک مجمع جمع ہو گیا۔ بالآخر لاچار ہو کر واپس چلے گئے۔ اس گفتگو سے کیتھولک بھی بہت متاثر ہوئے۔

۱/۳/۶۸ کو پروفیسر D.V. Mir Ahmad Ali M.A. B.A. B.T ہمارے سٹال پر آئے۔ کہنے لگے میں جماعت سے واقف ہوں۔ حکومت کی طرف سے میرے سپرد ایک مقالہ کا کام ہوا ہے جس میں ہندوستان اور دوسرے ممالک میں جس قدر مذہبی اور فلسفی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اُن کی فہرست طلب کی گئی ہے فہرست طلب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ U.N.O. میں اسبات پر غور و خوض ہو کر طے پا چکا ہے کہ دنیا میں مختلف ممالک کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے جملہ مذاہب کی کتب جمع کرکے ایک بین الاقوامی مذہبی اور فلسفی لائبریری

U.N.O. میں قائم کی جائے۔ تاکہ وہاں جو مختلف ممالک کے نمائندے جاتے رہتے ہیں ان کتب کا مطالعہ کر سکیں۔ اور اس طرح ایک دوسرے کے مذہب سے واقف ہو کر اُن کی ایک دوسرے کے قریب آنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ موصوف نے مجھے بار بار تاکید کی کہ خاکسار مرکز کو لکھ کر موصوف کے پاس ایسی فہرست بھجوانے کا انتظام کرے۔ یہ فہرست U.N.O. میں بھجوائی جائے گی پھر اس میں درج کردہ کتابوں کے چند نسخے U.N.O. والے خرید کر وہاں کی مرکزی لائبریری میں رکھنے کا انتظام کریں گے۔ پیر صاحب موصوف غالباً خود بھی ایسا امر اسلامی مرکز کو بھجوا چکے ہیں۔

۱/۳/۶۸ اُسی روز جناب پیر محمد صاحب ایم۔ایل۔اے مدراس جو مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں مع ایڈیٹر فاروق صاحب اور ایک مسلم لیگ کے عہدیدار کے ساتھ سٹال دیکھنے آئے۔ سب کو ہم سے ملانے کے بعد کہنے لگے کہ وہ سلسلہ کی بعض کتب کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ مثلاً اسلامی اصول کی فلاسفی۔ اور اب بھی کسی وقت فرصت نکال کر ہم سے ملیں گے بات چیت کریں گے اور مزید لٹریچر بھی حاصل کریں گے

۲/۳/۶۸ کو غالبی نمائش کے سکیورٹی آفیسر انچارج سے نیتری کا سے جانے کے سلسلہ میں پاس کی منظوری کے سلسلے خاکسار اور نوجوان صاحب نے ملاقات کی موصوف ذیر نوجوان ہونے کے باوجود بہت گرما گرم بحث شروع ہو گئی۔ موصوف نے ہمیں کار پاس تو دیدیا۔ لیکن فیئر کے اوقات کے علاوہ اسے استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ دوسرے دن موصوف اپنے عملہ کے ساتھ ہمارے سٹال پر آگئے کہنے لگے میرا خیال تھا کہ آپ حضرات مجھ سے پھر ملیں گے اور میں نے اس لئے آپ حضرات کو عارضی پاس دیا تھا۔ تاکہ آپ دوبارہ ملاقات کے لئے آئیں۔ خیر اگر کنواں پیاسے کے پاس نہیں آسکتا تو پیاسا کنوئیں کے پاس آگیا ہے۔ دیر تک تبادلہ خیال کرتے رہے۔ احمدیت کے بارہ میں چند بنیادی کتب طلب کیں کہ مجھے مطالعہ کے لئے دیجئے۔ موصوف کہنے لگے کہ میں سمجھتا ہوں یہی ایک جماعت ہے جو مسلمانوں میں اصلی جماعت کہلانے کی مستحق ہے۔ کیا میں اس کا ممبر بن سکتا ہوں۔ عرض کی گئی کہ خدا کرے آپ جلد بنیں اور ہمارے کاموں میں تعاون کریں۔

۲/۳/۶۸ اُسی روز سٹال میں دو بڑے پنجابی تاجر آئے۔ جو عرصہ بیس سال سے مدراس میں مقیم ہیں۔ بہت محبت اور ادب سے گفتگو کرتے تھے۔ جماعت کے بارہ میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ تحقیقات کے لئے کچھ لٹریچر خرید کر لے گئے۔ اور ہم سے ملاقات کا سلسلہ جاری رکھنے کا وعدہ کر گئے۔

۳/۳/۶۸ کو پروفیسر اعظمی صاحب جو مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے ہمسایہ ہیں سٹال پر آئے۔ سلسلہ کا لٹریچر دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ موصوف پہلے ہی اعتراف کرتے ہیں کہ اُنہیں جب کبھی زنانہ کالج میں خطبات کا موقع ملتا ہے وہ ہمارے ہی لٹریچر سے استفادہ کرکے خطاب کرتے ہیں جس کی وجہ سے طالبات جو پہلے نماز سے بے رغبتی اختیار کرتی تھیں اور اُنہیں پڑھانے والی لیکچرار خواتین بھی اب بکثرت جمعہ پر آتی ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ وہ اُنہیں تحریک کریں گے کہ جماعت احمدیہ سے قرآن اور انگلش لٹریچر خرید کر مطالعہ کریں۔ یہ پروفیسر صاحب نوجوان صاحب کے دوست ہیں۔ دار التبلیغ میں آکر کبھی کبھی تبادلہ خیال کرتے ہیں اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب سے مطالعہ کے لئے کتب لے جاتے ہیں۔ موصوف نے اپنا الگ حلقہ درس و تدریس بھی شروع کیا ہوا ہے جس میں بہت سے علم دوست شریک ہوتے ہیں۔

۵/۳/۶۸ کو عبدالرسول صاحب نامی مایاورم کے رہنے والے ایک مسلم آئے اور فرنچ زبان میں لٹریچر طلب کیا۔ کچھ لٹریچر دیا گیا۔ ان سے علم ہوا کہ وہ انڈوچائنا کے شہر Saigon میں ملازم ہیں۔ ایک سال سے وطن آئے ہوئے ہیں۔ موصوف احمدیت کے لٹریچر انڈوچائنا کے علاقہ میں فرنچ زبان میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے خواہش کی کہ انکی وطن میں موجودگی کے ایام میں جماعت کے احباب جا کر اُن کے تعاون سے تبلیغ کریں۔ ان افراد کے علاوہ مدراس کے بعض محلوں قرب و جوار کے اضلاع مثلاً Trade آمبور۔ ٹریچی Madurai ویلور۔ والم باری۔ کوئمبٹور۔ پونہ اور کئی دوسرے مقامات سے لوگ اپنے اپنے اداروں اور لائبریریوں کے لئے لٹریچر لے گئے ہیں۔ یہاں اور اطراف کے کالجوں کے طلباء کی آمد کا سلسلہ بھی روزانہ جاری رہا۔ پانچ صد کے قریب افراد نے ہم سے لٹریچر خریدا۔ اور ہم نے اُن کے پتہ جات نوٹ کئے۔ متعدد افراد خود اپنے پتہ جات نوٹ کرا گئے۔ ۱۵۰ سے

۲۰۰ افراد نے ہم سے مفت کتابت کرکے لٹریچر حاصل کیا۔ ہزاروں افراد کو سٹال میں آکر اپنے کانوں سے احمدیت کی تبلیغ سننے کا موقعہ ملا۔ اگر چھوٹی چھوٹی کتابیں شامل کی جائیں تو ہزاروں افراد نے قیمتاً

خلافتِ احمدیہ اور اہلِ پیغام کا گروہ خوارج لاہور!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

گروہ خوارج لاہور جن کا تعلق پیغام صلح لاہور سے ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے عناد کی وجہ سے پیغامی بھی کہلاتا ہے۔ نبوت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کی طرح خلافتِ احمدیت سے بھی دستبردار ہے۔ چھ سال تک خلافت تسلیم کرنے کے بعد اس کا عقیدہ یہ ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کوئی فرد واحد خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ حضرت اقدسؑ کے ارشادات اور تحریرات کے خلاف ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنے بعد صرف انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ مگر ان کا یہ عقیدہ من گھڑت ہے اور بعد کی ایجاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت علیٰ منہاج النبوت جاری ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے جو خلافتِ ثانیہ کے زمانہ تک قائم رہا۔

ہم اس خلافت کے ثبوت کے لئے قرآن کریم۔ حدیث اور حضرت اقدسؑ کے ارشادات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ ذیل پیش کریں گے ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد انجمن جانشین ہے اور یہ کہ اس کا فیصلہ قطعی ہے مگر حضورؑ کا یہ ارشاد صرف ان کاموں کے متعلق ہے جو انجمن کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ کہ جماعت کی لیڈرشپ کے متعلق۔

اول۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں لیستخلفنھم فی الارض میں خلیفے بنانے کا وعدہ دیا ہے۔ نہ کہ انجمن قائم کرنے کا۔

دوم۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے فیکم النبوۃ و الخلافۃ کہ اے مسلمانو تم میں نبوت اور خلافت دونوں ہونگی۔ اس میں مسیح موعود کی نبوت اور پھر آپ کے بعد کی طرف بھی اشارہ ہے ایسا ہی حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے بعد خلفاء کا سلسلہ ہوگا۔

سوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے سلسلہ کے متعلق فرمایا ہے۔

۱۔ خلافت دائمی ہے (الف) "بعض صاحب آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کی عمومیت سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ رضؓ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہوگئی۔ اور پھر قیامت تک اسلام میں اسلام خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"

(شہادۃ القرآن ۲۴)

(ب) "ان آیات استخلاف وغیرہ (تا) کہ اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اسبات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا۔" (شہادت القرآن ۵۵)

پھر فرمایا:-

(ج) "اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہوگیا تھا۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ ابواب سعادت مفتوح رکھے؟"

پس حضور کے ان ارشادات نے واضح کردیا کہ خلافت کا سلسلہ دائمی ہے اور اس دوام خلافت کا ثبوت خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے بیان فرمایا ہے پس یہ کوئی خیالی بات نہیں اس کے سامنے گروہ خوارج کی لن ترانیاں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ قرآن کریم ان کے باطل خیال کی پرزہ پرزہ دھجیاں اڑا رہا ہے۔

دوام خلافت کی علت غائی! حضرت اقدسؑ نے بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے "چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔"

(شہادۃ القرآن)

اپنے منہ سے اہل الرائے بننے والو ذرا سوچو کہ آپ لوگوں کو حضور کی طرف سے کیا خطاب ملا ہے فرمایا "جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے۔ اسے نادان!" کیا اب بھی اپنی اس کجروی پر ہی قائم رہو گے۔ اور اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہ آؤ گے؟

(۲)

(۱) مسیح موعود کے بعد خلفاء کے سلسلہ کا حدیث میں جو ذکر آیا ہے وہ حضور علیہ السلام نے درج کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:-

"ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِهٖ اِلٰى اَرْضِ دِمَشْقَ" (تحفہ بغداد)

کہ مسیح موعود خود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ارض دمشق کی طرف سفر کرے گا۔"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث کو نقل کرکے بتا دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ کے بعد خلفاء کا سلسلہ قائم ہوگا نہ یہ کہ بقول گروہ خوارج غلطی سے کوئی ایک خلیفہ مقرر کر لیا جائے گا۔ اور اس کے بعد خلافت کو جواب دے دیا جائے گا

(۳) اپنی وفات سے قبل حضرت مسیح موعود نے جو الوصیت شائع فرمائی اس میں اپنے بعد خلافت کے مسئلہ کو بالکل واضح فرما دیا اور کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہنے دی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو

"ایسے وقت میں وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

(۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اسی وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔"

پس جس گروہ نے ارتداد اختیار کرکے گروہ خوارج بن جانا تھا وہ کس طرح خلافت کا قائل رہ سکتا ہے۔

(۴) پھر فرمایا:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔"

"سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔

اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

"اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔"

(الوصیت)

اس تحریر سے کئی امور کو واضح کیا ہے

(الف) یہ کہ حضور کا دعویٰ نبوت کا ہے۔

(ب) یہ کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔ مثال میں حضور نے حضرت ابوبکرؓ کو پیش فرمایا ہے۔

(ج) یہ کہ قرآن کریم کی آیت استخلاف سے مراد انبیاء کی اپنی ذاتی خلافت کے علاوہ ان کے خلفاء کی خلافت بھی مراد ہے جیسے حدیث نے خلافت علیٰ منہاج النبوت قرار دیا ہے۔

(د) انبیاء کے بعد ابتلاء کا آنا ضروری ہے اور ان کا ازالہ خدا تعالیٰ اپنے خلفاء کے ہی ذریعہ سے کیا کرتا ہے یہی اس کی قدیم سنت ہے۔

(ہ) یہ سنت قدیم حضور کے بعد بھی قائم رہے گی۔ ابتلاء آئے گا اور خلفاء کے ذریعہ اسے دور کیا جائے گا اور امن قائم ہوگا اور خوف دور ہوگا۔

(و) آپ کے بعد ایک گروہ منافقین ارتداد اختیار کر کے جماعت اور خلافت سے الگ ہو جائے گا اور اسے آپ نے خوارج کا مثیل بنایا ہے۔

(ز) خلافت کا سلسلہ صرف ایک خلیفہ تک محدود نہ رہے گا بلکہ یہ سلسلہ دائمی ہوگا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ اور سلسلہ کے استحکام کا باعث ہوگا۔

(ح) یہ کہ قدرت ثانیہ کا ظہور حضور کی وفات کے بعد ہوگا نہ کہ حضور کی زندگی میں کیونکہ حضور نے فرمایا ہے کہ "وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔"

اب اگر گروہ خوارج کو چاہیئے کہ اسباب تلاش کریں وہ کیا ہیں کہ انہوں نے خلافت کو ان کی اسی تعلیم کی اتباع کی اختیار کیا ہے یا نہیں۔

دوسرے کیا انجمن حضور کی زندگی میں قائم نہیں تھی۔ جبکہ انجمن حضور کی زندگی میں موجود تھی تو پھر سوائے خلافت کے اور کونسی قدرت ثانیہ تھی جو حضور کی وفات کے بعد آنے والی تھی۔ کیونکہ حضور نے فرمایا ہے کہ وہ اس وقت موجود نہیں بلکہ وہ میری وفات کے بعد آئے گی۔ آپ لوگوں کے ارتداد نے بھی خلافت کے وجود پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ پس انجمن کے باوجود خلافت شخصی کا سلسلہ ثابت ہے۔

(۳) حضرت اقدس علیہ السلام نے سبز اشتہار میں اپنے بعد خلافت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو ...... سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں۔"

اس اقتباس نے بتا دیا کہ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا اور بعض خلفاء حضور کی اولاد میں سے بھی ہوں گے۔

(۴) ایسا ہی ایک تقریر میں فرمایا

"صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول یا نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاجاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ سے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔"

پھر فرمایا:-

(۵) ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔"

(الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

(۶) اس کے علاوہ پیغام صلح جو حضور کی آخری تحریر ہے۔ اس میں حضور نے فرمایا ہے کہ

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے بعد ایک واجب الاطاعت لیڈر کے بغیر آپ کی جماعت بھی ایک پراگندہ طبع جماعت قرار دی جاسکتی ہے کیونکہ اس کے بغیر وحدت اور جماعت قائم نہیں رہ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ گروہ خوارج نے بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی جانشین انجمن کو ترک کر کے لاہور میں ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر اور ایک خانہ زاد انجمن کھڑی کر کے بھی ایک امیر قوم کا ثبت کھڑا کرنا ضروری سمجھا۔

(۷) حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے علاوہ اسی رسالہ میں ہندوؤں سے معاہدہ کرنے اور ان کا اسے توڑنے کی صورت میں فرمایا کہ

"وہ لوگ ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیش رو کی خدمت میں پیش کریں گے" (پیغام صلح)

حضور کا یہ ارشاد بتاتا ہے کہ ہر زمانہ میں جماعت احمدیہ میں ایک واجب الاطاعت پیش رو ہونا از بس ضروری و لازمی امر ہے۔

حضور کے ان ارشادات کی کوئی قدر گروہ خوارج کے دل میں نہیں وہ ان سب کو پس پشت پھینک کر حضرت کے مندرجہ ذیل کشف کو پورا کر کے اپنے گروہ خوارج ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

(۹) "کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں .... اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے۔ اور اس میں فتنہ انداز ہے۔"

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۲۰۷-۲۰۸)

پس اب فتنہ انداز گروہ خوارج کو خود ہی سوچ لینا چاہیئے کہ اگر وہ حضور کی خلافت کو روکنے کے لئے مزاحم نہ ہوتا تو حضور کا یہ کشف کس طرح پورا ہوتا۔ انہوں نے جماعت سے اپنے آپ کو نکال کر اور خلافت کو ماننے کے بعد اس سے انکار و بغاوت اختیار کر کے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی چلا کر ان کو کاٹ لیا ہے۔

ان عاقبت نااندیشوں کو کون سمجھائے کہ پہلا قدم جو تم نے خلافت کی اطاعت سے نکلنے کی صورت میں اٹھایا تھا وہی غلط تھا اور اب تو حق و صداقت ... اور تقویٰ اللہ سے بہت دور نکل گئے ہو اور ایسے پُرخطر مقامات پر جا پہنچے ہو جہاں نہ صرف یہ کہ تمہارے ایمان ہی معرض خطر میں پڑے ہیں بلکہ تمہارے ساتھی اور تمہاری آئندہ نسلیں سبھی اس خطرناک موڑ پر کھڑے ہو گئے ہیں جہاں احمدی کہلاتے ہوئے احمدیت کی حقیقی روح سے قطعی بیگانہ رہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!!

ووکنگ مسجد لنڈن

(بقیہ صفحہ ۲)

حرکت ہے کہ اخبار المنیر کے رپورٹر کی رپورٹ کے مطابق امام مسجد ووکنگ کے ہوتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کے کفر اور مکذب کو مغرب کی نماز میں امام الصلوٰۃ بنایا گیا ہے معلوم نہیں اس وقت پیغام امام کی دینی غیرت کیا ہوئی۔ اور اس کی ضمیر نے اس بات کو کیونکر باور کر لیا!!

یہ واقعہ کوئی معمولی نہیں بلکہ سوچنے اور غور و فکر سے کام لینے والوں کے لئے اس میں بہت بڑی عبرت کا سامان ہے کاش اہل پیغام اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہیں اور کس منہ سے اپنے تئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں!! اے بے اعتقادو اگر تمہارے اماموں کا یہ حال ہے تو تمہارے عوام کی اعتقادی حالت تو اس سے بھی بدتر ہوگی!!

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اول)

مع عزیز کے والد صاحب اور رشتہ داروں کے برات کی صورت میں مکرم چوہدری عبدالحق صاحب کارکن نظارت علیا کے مکان پر گئے۔ یہاں بھی حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور بحیثیت میزبان مکرم چوہدری صاحب موصوف نے بچی کو رخصت کیا۔ اگلے روز مورخہ ۱۲ر اپریل بعد نماز مغرب مکرم صدیق امیر علی صاحب

موجودہ مالی سال میں اب صرف چند ایام باقی ہیں

جیسا کہ نظارت ہذا کی طرف سے گذشتہ تحریک میں توجہ دلائی جاچکی ہے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب صرف چند یوم باقی رہ گئے ہیں۔

تمام ایسی جماعتیں جن کی طرف پہلے ۱۱ ماہ میں یعنی آخر مارچ تک وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اُن کے عہدیداران کو پوزیشن وصولی اور بقایا سے اطلاع دیتے ہوئے انفرادی دستی چٹھیاں ارسال کی جاچکی ہیں اور یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ کمی آمد کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرماویں۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے جملہ سالانہ اخراجات کی بنیاد زیادہ تر متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ آمد متوقع بجٹ کے مطابق نہ ہو اور اخراجات کو سلسلہ کی ضروریات کے ماتحت ناگزیر طور پر جاری رکھنا پڑے تو نتیجہ میں جو غیر معمولی زیر باری اور مشکلات کی صورت پیش آسکتی ہے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ گذشتہ ۱۱ ماہ کا جائزہ لینے پر متعدد جماعتیں ایسی نظر آتی ہیں جن کی طرف سے وصولی غیر تسلی بخش ہے۔ اور بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں جن کی طرف سے اس عرصہ میں وصولی برائے نام ہوئی ہے۔ حالانکہ ہر ماہ نظارت کی طرف سے جماعتوں کو توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

چونکہ اب موجودہ مالی سال ختم ہونے میں بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے اس لئے جملہ احباب جماعت عہدیداران مال اور مبلغین صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ وصولی چندہ جات کی کمی کو پورا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دے کر تعاون فرمادیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ
خدا تعالےٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ
کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس
قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان برائے انتخابات عہدیدہ جماعتہائے احمدیہ بھارت

چونکہ موجودہ عہدیداران جماعت کی میعاد عہدہ ۳۰ را پریل ۱۹۶۸ء کو ختم ہورہی ہے اس لئے تمام جماعتوں کو لازم ہے کہ آئندہ تین سال کے لئے انتخابات کرواکر ۳۰ را پریل ۶۸ء سے قبل عہدیداران کی فہرستیں نظارت علیا میں بھجوادیں۔ نئے عہدیداران یکم مئی ۱۹۶۸ء سے ۳۰ را پریل ۱۹۷۱ء تک تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے۔ اور ان کا انتخاب ان قواعد کے ماتحت ہوگا جو کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے منظور کردہ ریزولیوشن نمبر ۵۵ مورخہ ۸/۳/۳۸ غیر معمولی ریکارڈ ہوچکا ہے۔ جماعتوں کے پاس قواعد انتخاب پہلے سے موجود ہوں گے پھر بھی اگر درکار ہوں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ نظارت ہذا سے منگوائے جاسکتے ہیں۔ جملہ مبلغین کرام اور انسپکٹر صاحبان بیت المال بھی انتخاب کی طرف جماعتوں کو توجہ دلائیں تا یہ کام بھی وقت پر ہوجائے۔ اور منظوری بھی بروقت ہوجائے۔

ناظر اعلےٰ قادیان

ضروری اعلان

منجانب نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ ماہ اپریل کے بل سالانہ مالی سال کے آخر ہونے کے باعث مورخہ ۲۰/۴/۶۸ تک بذریعہ رجسٹری دفتر کو بھجوائے جائیں ڈاک خرچ کے علاوہ دیگر مدات کا خرچ پورے ماہ کا شمار کیا جائے۔

ڈاک خرچ جو مورخہ ۲۰/۴/۶۸ کے بعد ہوگا وہ اگلے ماہ میں ڈال لیا جائے گا۔

انچارج مبلغین اپنے ماتحت مبلغین کو اس بات کی تاکید کریں کہ وقت کے اندر بل بھجوانے میں تساہل سے کام نہ لیا جائے ورنہ اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔

ہر مبلغ کا فرض ہوگا کہ اگر دوران سال کا کوئی بل قابل ادا ہو یعنی جس منظوری کی بناء پر سفر اختیار کیا گیا ہو اس کا حوالہ بھی ساتھ بھجوائیں۔ دفتر کی ایسی منظوری نہ ہونے کی صورت میں کوئی بل قابل ادائیگی نہ ہوگا۔

مبلغین کرام کو اس مضمون کی الگ الگ چٹھیاں بھی لکھ دی گئی ہیں۔ تاہم بذریعہ اعلان ہذا سب مبلغین کو اطلاع دی جاتی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نئی چٹیں چھپ رہی ہیں

اپنا پتہ درست کرالیں

خریداران بدر کے نام کی چٹیں زیر طباعت ہیں۔ اگر کسی دوست نے اپنا پتہ تبدیل کروانا ہو تو چٹ نمبر کا حوالہ دیتے ہوئے انگریزی میں مکمل و صاف و خوشخط پتہ لکھ کر مینیجر اخبار بدر کو جلد بھجوادیں۔ یا اگر کسی دوست نے نیا پرچہ جاری کرانا ہو تو وہ بھی آٹھ روپے چندہ سالانہ بھجوا کر مکمل اور صاف خوشخط پتہ انگریزی میں لکھ کر مطلع فرمادیں۔

نوٹ:۔ اگر کسی دوست کو اخبار نہیں مل رہا تو وہ بھی اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔

(مینیجر بدر)

ماریشس میں جشن آزادی

(بقیہ صفحہ اول)

اندر خارجہ سیٹھ بھگت صاحب کی دعوت استقبالیہ میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ جہاں مقامی اور غیر ملکی آفیسران اور معززین سے ملاقاتوں کا خوب موقعہ ملا۔ روس سے نمائندے سے بھی خوب بات ہوئی۔ اور بتایا کہ ہم احمدیوں کو روس سے کیوں خاص محبت ہے اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں "زار" کے متعلق پوری ہو چکی ہیں۔ اور اب روس میں احمدیت کی ترقی کی پیشگوئی بھی جلدی پوری ہونے والی ہے۔ مقامی محکمہ موسمیات کے یورپین آفیسر انچارج سے عید کے چاند کی رویت کے بارہ میں مفید اور دلچسپ گفتگو ہوئی۔

۱۴ر مارچ کو بیرونی نمائندگان سے ملنے کے لئے ہمارا وفد ان کی رہائش گاہ ہوٹل پر حاضر ہوا اور ہر ایک کی میز پر "اسلامی اصول کی فلاسفی" وغیرہ احمدیہ لٹریچر کو دیکھ کر ہمیں بھی خوشی ہوئی اور انہیں جب پتہ چلا کہ یہ لٹریچر ہمارے مشن کی طرف سے تحفۃً پیش کیا گیا ہے تو وہ اور بھی خوش ہوئے۔ جو تحفہ ہم نے ایک نفیس خوبصورت پیکٹ بنا کر ہر مہمان کو اس کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا تھا۔ سب پیکٹ میں ہمارے اخبار Le Message کا آزادی نمبر ۲۔ خاص قرآن نمبر ۳۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (مطبوعہ لنڈن) حضور کا لنڈن والا خطاب (مطبوعہ لنڈن مشن) یہ چاروں چیزیں تھیں۔ اسی دن شام کو الوداع کہنے کے لئے ہمارا وفد ہوائی اڈہ پر بھی موجود تھا۔ بیرونی نمائندگان اس سے بہت ہی متاثر ہوئے اور ان میں سے اکثروں نے برملا اعتراف کیا کہ احمدیہ مسلم مشن نہ صرف ماریشس میں

خوب کام کر رہا ہے بلکہ ان کے ملکوں میں بھی کام کر رہا ہے اور ملکی خدمت بجا لا رہا ہے۔ مثلاً نائیجیریا۔ گھانا۔ تنزانیہ۔ سیلون فجی۔ گی آنا۔ ٹرینیڈاڈ۔ پاکستان۔ انڈیا۔ علاوہ ازیں روس۔ چین۔ جاپان۔ انگلستان۔ کینیا۔ ملاوا۔ ملائیشیا۔ گنی۔ سوازی لینڈ۔ چیکوسلاواکیہ وغیرہ کے نمائندگان سے بھی تفصیلی ملاقاتیں کرنے کا موقعہ ملا۔ فجی کے نمائندہ مسٹر رام رکھا (M.L.) کی دعوت طعام بھی کی گئی۔ وہ احباب جماعت سے مل کر بے حد خوش ہوئے اور بتایا کہ فجی کے احمدی ان کے گہرے دوست ہیں۔ مثلاً حاجی عبد القدوس صاحب

نمائش کی شرکت مقامی یوتھ فیڈریشن نے اس موقعہ پر نمائش کا انتظام کیا جس میں خدام الاحمدیہ اور لجنہ نے اپنے ممبروں کی بنی ہوئی چیزیں بھی بھجوائیں اور نمائش میں رکھی گئی تھیں اس موقعہ پر بھی خاکسار حاضر ہوا اور وزیر صحت اور دیگر آفیسران سے ملنے کا موقعہ ملا۔

تہنیت نامے وزیر اعظم کے نام بیرونی ممالک سے پہنچنے والی مبارک بادی کی تاریں مقامی روزناموں میں شائع ہوئیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تار کے علاوہ کینیا احمدیہ مسلم مشن کی تار بھی شائع ہو چکی ہے۔ مزید قادیان اور تنزانیہ سے بھی تاریں ملیں۔

اخبار کا آزادی نمبر ہمارے اخبار Le Message کا آزادی نمبر سب سے پہلے شائع ہوا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحریرات کی روشنی میں آزاد حکومت اور آزاد لوگوں کی ترقی کے بارہ میں اسلامی تعلیم پیش کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص پیغام بھی شائع ہوا جو حضور نے اس موقعہ کے لئے بھجوایا تھا اور آنریبل ڈاکٹر سر سیوساگر رام غلام صاحب وزیر اعظم کا ایک خاص پیغام بھی شائع ہوا جو انہوں نے اس اخبار کے لئے بھجوایا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"میں خوشی سے احمدیہ ایسوسی ایشن آف ماریشس کو مبارکباد اور نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ممبران نے ماریشس کی ترقی اور بہتری کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔

میں نے یہ بھی خوشی کے ساتھ سنا ہے کہ احمدیہ جماعت اپنے اخبار کا ایک خاص نمبر جشن آزادی کے موقعہ پر نکال رہی ہے۔"

دستخط رام غلام

وزیر اعظم ۴ر مارچ ۱۹۶۸ء

غرض آخر جشن آزادی کے حالات پیش کرنے کے بعد اب خاکسار یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہمارا خدا جو حی و قیوم ہے اس نے سارے حالات کی خبر پہلے سے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو دے دی تھی۔ مثلاً حضور نے اپریل ۱۹۶۶ء میں رؤیا دیکھی تھی کہ (۱) خاکسار یہاں پہنچا ہے (۲) بڑے زبردست انقلاب آئیں گے (۳) اور یہ انقلاب احمدیت کے لئے مفید ثابت ہونگے۔ پھر ۳ر جنوری ۱۹۶۸ء کو حضور کو الہام ہوا: "نشان فتح نمایاں ..... برائے ما باشد" اور حضور فرماتے ہیں کہ شاید یہ ماریشس کے متعلق ہو۔ انقلابات جماعت میں اندرونی طور پر ۱۹۶۶ء سے آرہے ہیں۔ اس مختصر عرصہ میں خدام اور لجنہ کے شاندار کارناموں نے ملک میں احمدیت کی دھاک بٹھا دی ہے قرآن پاک کی نمائش جو فروری ۱۹۶۷ء میں ہوئی اس نے جماعت کے تبلیغی کاموں کا چرچا ہر گھر میں پھیلا دیا۔ پھر جنوری ۱۹۶۸ء میں تعلیم الاسلام احمدیہ کالج کے افتتاح نے محکمہ تعلیم کو خوب متاثر کیا کہ انہوں نے پہلے دو ماہ میں ہی ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک کیا کہ دوسرے اداروں کے ساتھ سالوں میں بھی نہیں ہوتا۔ عیسائیت کی کھلم کھلا شکست ہوئی۔ جبکہ ایک پادری جو دعا سے بیماروں کو اچھا کرتا تھا ہمارے چیلنج کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ۱۹۶۱-۶۳ء میں دارالسلام جیسی شاندار مسجد کی تکمیل کے بعد اب جماعت کو ورد مشن ہاؤس بنانے کی توفیق مل رہی ہے ملکی لحاظ سے بھی انقلابات آتے اور

آرہے ہیں۔ جن کو ملک کی تاریخ میں اور بعض کو دنیا کی تاریخ میں یکتا قرار دیا گیا ہے۔

مثلاً مئی ۱۹۶۷ء میں مقامی سیاسی مشکلات کا حل یہاں ہی برطانیہ کے وزیر مسٹر John Stonehouse نے کیا اور بتایا کہ اس قسم کا تصفیہ دنیا میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی ملک کی سیاسی گتھیوں کو اس ملک کی سرزمین میں سلجھا دیا جائے پھر گذشتہ سال ۲۰ر جولائی کو ماریشس کے تمام مذہبی لیڈروں نے ایک کانفرنس کو خطاب کیا اور دعاؤں میں شریک ہوئے ایسا نظارہ ماریشس میں پہلی بار ہوا اور شاید دنیا میں بھی پہلی بار ہو۔ پھر جنوری ۱۹۶۸ء میں عیسائی اور مسلمانوں کے درمیان زبردست فسادات ہوئے جس کی نظیر یہاں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

۱۲ر مارچ کو آزادی آئی۔ حالانکہ ملک کے ۴۴ ووٹروں نے اس کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ آزادی کے موقعہ پر ملک میں علم آزادی رات کے بارہ بجے لہرایا جاتا رہا مگر یہاں یہ دن کے بارہ بجے لہرایا گیا۔ پھر حکومت برطانیہ کی غلامی سے آزاد ہونے والا یہ پہلا ملک ہے۔ جہاں ملکہ کا کوئی نمائندہ نہ پہنچ سکا۔ اور خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضور کی رہنمائی میں ہم نے جشن آزادی کا پروگرام جنوری کے پہلے ہفتہ میں مقامی اخباروں میں شائع کروا دیا تھا۔ مخالف پارٹی کے لوگ نئی پر طعنے کسے مگر جنوری کے فسادات وغیرہ نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ بھی اپنی طرف سے جشن آزادی کا پروگرام بنائیں۔ گویا خوب ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ایک بار پھر پورا ہوا۔

کافر جو کہتے تھے سب نگوں سار ہو گئے

اور ادھر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے بزرگوں کی وجہ سے نہ صرف ہندوؤں کی حمایت دلوادی۔ بلکہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کا موقعہ ملا اور عیسائی چھوٹے بڑے باوجود مخالفت کے ہمارے پیچھے آنا پڑا۔ اور ہر سہ طبقات کے عوام و خواص میں احمدیت کا وقار بڑھا۔ پھر غیر ملکی نمائندوں کو اتنی کثرت سے پہلی بار ملنے اور موثر رنگ میں تبلیغ کا موقعہ ملا۔ ایسا موقعہ مجھ جیسے عاجز اور بے کس انسان کے وہم و گمان میں نہ آسکتا تھا اور نہ ہی ماریشس جیسے چھوٹے سے جزیرہ میں اس کی توقع ہو سکتی تھی۔ میرا ایمان ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی ایسے حالات پیدا کرے اور ہمیں ایسا کام کرنے کی توفیق دے کہ حضور کی خوابیں اور الہامات پہلے سے بڑھ کر پوری شان سے پورے ہوں اور یہ لوگ بھی خدا کی ہستی کو دیکھیں اور اس سے بہرہ ور ہوں۔